www.urduchannel.in

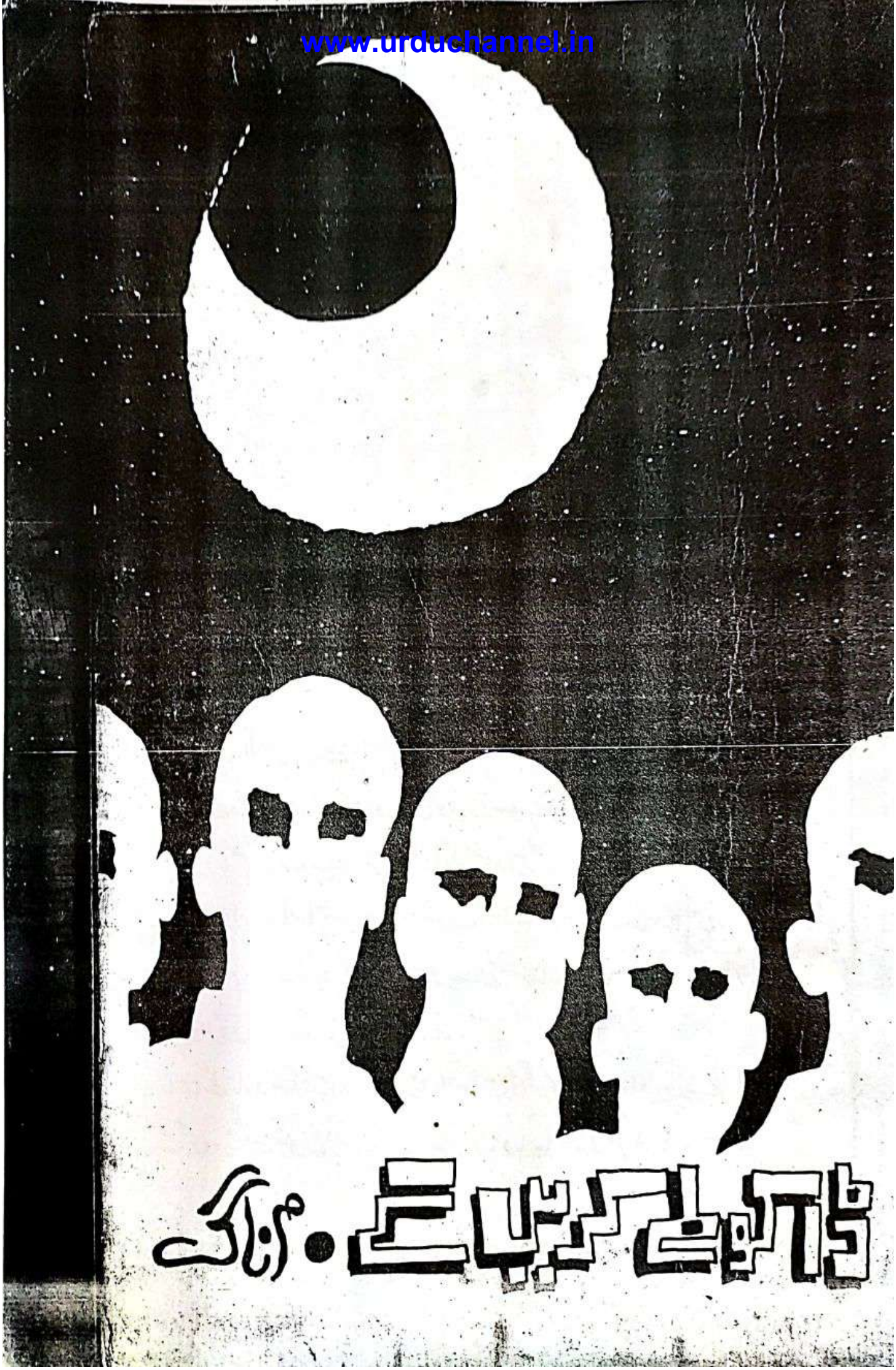

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"میرے مزاج اور کردار کی تعمیر ان لوگوں میں سے کسی کے نمونے پر نہیں ہوئی جنہیں میں جانتا ہوں۔ اگر میں ان سے بہتر نہیں ہوں تو کم از کم مختلف ضرور ہوں۔"

اگر مجھے معاصر افسانہ نگاروں میں کوئی روسو کے اس دعوے پر پورا اترتا نظر آتا ہے تو وہ م۔ ناگ ہے۔ اگرچہ اس کی کہانیوں میں بھی ہمارے اردگرد کے جانے پہچانے ماحول، شناسا چہرے اور آشوب آشنا موضوعات کی عکاسی ملتی ہے۔ تاہم م۔ ناگ اپنے جداگانہ اسلوب اور منفرد لب و لہجے کے سبب معاصر افسانہ نگاروں سے الگ پہچانا جاتا ہے۔

اس کے تازہ شگفتہ انداز تحریر میں احساس کی گرمی بھی ہے اور جذبے کی شدت بھی۔ چٹکتے شوخ فقروں کی تہہ میں دبا دبا سا طنز آتش گل کا سا منظر پیش کرتا ہے۔

سلام بن رزاق

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ڈاکو طے کریں گے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ڈاکو طے کریں گے

(افسانے)

م. ناگ

خان پبلی کیشنز
امین بلڈنگ، چوتھا منزلہ، فلیٹ ع۲۱، ابراہیم رحمت اللہ روڈ
بمبئی ۴۰۰۰۰۳

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

© سعیدہ مختار

نام کتاب : ڈاکو طے کریں گے (افسانے)
مصنف : م۔ ناگ
مصنف کا پتہ : جیاٹاکیز کمپاؤنڈ، بوری ولی (مغرب) بمبئی ۴۰۰۰۹۲
اشاعت : ۱۹۹۰ (بارِ اوّل)
تعداد : ساڑھے سات سو
کتابت : ابوسفیان مالیگانوی
طباعت : موڈرن آرٹ ناگپاڑہ۔ بمبئی
سرِورق : ساجد رشید
ترتیب : سلام بن رزاق
ملنے کا پتہ : مکتبہ جامعہ پرنسس بلڈنگ، ابراہیم رحمت اللہ روڈ بمبئی ۴۰۰۰۰۳
قیمت : چالیس روپئے

ناشر
عبدالعزیز خان
خان پبلی کیشنز
امین بلڈنگ، چوتھا منزلہ فلیٹ نمبر ۲۱،
ابراہیم رحمت اللہ روڈ بمبئی ۴۰۰۰۰۳

اس کتاب کی اشاعت میں مہاراشٹر اردو اکیڈمی کا جزوی مالی تعاون بھی شامل ہے

K.P.I.
"Dakoo Tai Karenge" by MEEM NAAG
(Short stories) Price : 40 Rs.

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

والدین کے نام

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

فہرست

۱	اسکول	۹
۲	رائیگر مورٹس	۱۳
۳	بائیں پسلی	۱۹
۴	دروازہ	۲۳
۵	کٹی ہوئی ناک	۲۵
۶	جہاز ڈوب رہا ہے	۳۶
۷	ڈاکو طے کریں گے	۳۹
۸	پرندے	۴۴
۹	زراف	۴۶
۱۰	ذرا ایک تکیہ اور دینا	۵۶
۱۱	گھوڑ سوار	۶۲
۱۲	کمپیوٹر	۶۹
۱۳	ایک بار پھر	۷۴
۱۴	عینک والا آدمی اور اس کی بیوی	۷۹
۱۵	ایک تھی پنکی ایک تھی سوئٹی	۸۶
۱۶	گھروندہ	۹۰

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

دو باتیں

معجزات اور کرشموں کا دور ختم ہوا۔ نئی زمینوں کی دریافت اور انکشافات کے امکان معدوم ہوتے جا رہے ہیں۔ قرطاس کی تحریروں کا پورا کا پورا طلسم ڈانوا ڈول ہے۔ دراصل یہ فکشن کا دور ہی نہیں۔ یہ ایک عبوری دور ہے کہ ہم ایک بڑے درّے کو پار کر رہے ہیں۔ اگلی زمینیں آگے ہیں اور پچھلی چھوٹ چکیں!

شہریار کو پتا ہے کہ شہرزاد کہانیاں سنا سنا کر محض اپنے آپ کو بچا رہی ہے۔ مگر کب تک؟ کوئی صبح تو آئے گی جب شہرزاد کے پاس سنانے کے لئے کوئی کہانی نہ ہوگی۔ اور شہریار اُسے قتل کا حکم سنا سکے گا۔ مگر چوں کہ شہرزاد کو کہانی پر بھروسا ہے کہ وہ جانتی ہے۔ "کتھا اِتت ہے۔ کتھا بھوِش ہے۔ سمے کتھا ہے اور جیون کتھا ہے۔ سنسار کتھا ہے۔ جنم کتھا ہے اور کرم کتھا ہے۔ کتھا میں ہوں جو کتھا کہتا ہوں۔ کتھا تم ہو جو کتھا سُنتے ہو!"

چاروں طرف افراتفری اور اُتھل پُتھل کا دَور ہے۔ سب کچھ متحرک ہے۔ کوئی منظر نظر میں بھرتا ہی نہیں۔ کہانی تیزی سے گزرتے لمحات کو پکڑ نہیں پا رہی ہے خیالات بھیڑ بکریوں کی طرح بھاگے جا رہے ہیں کہ ہم ان میں سے "چند پاؤں" ہی پکڑ پاتے ہیں بہت کچھ چھوٹ جاتا ہے۔ پھر بہت کچھ رونما بھی ہوتا ہے اور ان حالات میں مجھے ایک لمبی رات کاٹنی ہے جو میں کہانی کے ذریعے ہی کاٹ سکتا ہوں۔ کیوں کہ کہانیاں میرے لئے ڈھال ہیں! بچاؤ کا ذریعہ! کہانیوں نے مجھے دھوکا نہیں دیا۔ میں نے اپنا بہت کچھ کہانیوں سے ہی بچایا ہے۔ کہیں سے تیر آتا ہے، کہیں تلوار چلتی ہے میں انھیں کہانی کی ڈھال سے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

روکتا ہوں۔ میں خواب دیکھتا ہوں اور کہانیوں میں تعبیر ڈھونڈتا ہوں۔ کہانیوں ہی کے ذریعے میں کسی محاذ پر لڑ سکتا ہوں۔ لوٹ پھوٹ کر بکھر کر، پھر جڑنے کی کوشش بھی میں انہیں کے ذریعے کر سکتا ہوں، کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ آدمی کے پاؤں قبر میں لٹک جائیں مگر اس کے اندر کا وہ بچہ اپنے پاؤں کبھی قبر میں نہیں لٹکاتا جو کہانیاں سننا چاہتا ہے۔

م۔ ناگ

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اسکول

ریحانہ باجی جب تاریخ پڑھاتی ہیں تو بولتی ہوئیں کتنی خوب صورت لگتی ہیں۔ چہرے کے اتار چڑھاو، کٹورا آنکھوں کے ہنستے کنول اور آواز جیسے گھنگروں سے آرہی ہو۔ مجھے ریحانہ باجی بہت پسند ہیں، لائقہ باجی اور شکنتلا ٹیچر مجھے بالکل پسند نہیں۔ ریحانہ باجی کے چلنے کا انداز ساری میں شلوار فراک میں۔ جب بھی ریحانہ باجی تاریخ پڑھاتی ہیں مجھے نہ جانے کیا ہو جاتا ہے۔ نہ میں ٹھیک سے سن سکتا ہوں اور نہ کچھ میری سمجھ میں آتا ہے۔ بس اگر کچھ ہوتا ہے تو یہ کہ میں اُن کے ہلتے لبوں سے دب سکڑ کر نکلتے لفظوں کے سحر میں گم ہو جاتا ہوں ..... چونکتا ہوں اس وقت جب مجھے لگتا ہے کہ کلاس کے تمام لڑکے میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں بوکھلا جاتا ہوں۔

"مختار تمہارا دھیان کہاں ہے"

— جیسے کوئی ایک تارا جو اربوں میل دور ہو اور آج ہم اسے جہاں دیکھ رہے ہوں وہ وہاں نہ ہو کر کہیں اور چلا گیا ہو مگر ہمیں وہیں نظر آئے ..... میں شرمندہ ہو جاتا ہوں۔ تیس لڑکوں کی ساٹھ آنکھیں میرے بدن میں سوئیوں کی طرح چبھنے لگتی ہیں اور میں شرم سار!

"میرا دھیان نہیں ہے باجی!"

ریحانہ باجی غصے سے تمتما جاتی ہیں۔ غصّے میں لال لال چہرہ کتنا پیارا لگتا ہے۔

"دھیان نہیں ہے؟ — ٹھیک ہے! ادھر آؤ۔ یہ لو چاک اور تختۂ سیاہ پر سو دفعہ لکھو۔ کلاس میں پڑھائی کی طرف دھیان دینا چاہیئے۔ ہاں چلو کرو شروعات"

میں سر نیچے اور پانو سر کی جگہ لیے تختۂ سیاہ کی طرف بڑھتا ہوں، نظروں میں سیاہی بھر جاتی ہے اور چاک کڑکڑانے لگتا ہے۔

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ پانی پت کی تیسری لڑائی بھلا کہاں ختم ہو پاتی ہے.... میرا دھیان پھر بٹ جاتا ہے۔ خیالات پھر منتشر ہو جاتے ہیں۔ فقط آنکھوں کے آگے گھومنے لگتا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ہے ریحانہ باجی کا خوب صورت چہرہ اور آواز جیسے گھنگروؤں سے آ رہی ہو!

قریب کے ڈیسک پر کریم خان بیٹھا ہے۔ اسے پتا ہے میرے اندر کیسی ہڑبونگ مچی ہے وہ مجھے چڑانے کے لیے اتنی مدھم آواز میں کہتا ہے کہ مجھ تک وہ آواز ٹھیک طرح سے پہنچ جائے۔ مگر ریحانہ باجی وہ آواز نہ سن سکیں!

"کیا مختار ٹیچر بہت پسند آئی لگتا ہے"

.... اس پر میں چڑ گیا اور میں نے کریم خان کی پیٹھ پر زور سے ایک دھپ جمائی۔ تبھی کریم خان نے ایک ہلکی سی آواز نکالی۔ ریحانہ باجی رک گئیں جیسے سارا زمانہ رک گیا۔ اُنھوں نے میری طرف دیکھا۔ اُٹھیں، میری طرف آئیں۔

"کیوں؟ کیوں مارا اُسے۔"

میں نے اُنھیں غصّہ بھری نظروں سے دیکھا۔ کوئی جواب نہ دے پایا۔ یہی ہوتا ہے — راست گو کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا! — تب ریحانہ باجی نے کریم خان سے پوچھا۔

"کیا ہوا؟"

میرے اندر پھر ہڑبونگ مچی۔ حکم صادر ہوا۔ میرے ہاتھ میں ایک چاک تھما دیا گیا۔ مجھے تختہ سیاہ کی طرف دھکیل دیا گیا۔ "لکھو۔ سو بار لکھو۔ کلاس میٹ سے کبھی ارپیٹ نہیں کروں گا۔"

چاک کی سفیدی کو ہاتھ سے جھٹکتا جب میں اپنی جگہ آ کر بیٹھا تب ہلکی آواز میں کریم خان نے مجھے مخاطب کیا "بیٹا یہ کچھ نہیں۔ ابھی اصلی موج آگے دیکھنا۔ بس دیکھ لینا۔ تجھے سیدھا نہ کیا تو میرا نام بھی کریم خان نہیں سمجھا۔"

ریحانہ باجی کو نہ سنائی دے سکنے والی آواز میں کتنی آسانی سے بول جاتا ہے کریم خان! مگر مجھے اس طرح کے والیوم میں گفتگو نہیں آتی یا تو اتنی مدّھم آواز جسے میں بھی نہ سن پاؤں یا اتنی تیز آواز کہ ریحانہ باجی تک پہنچ جائے۔

میں نے کریم خان سے سمجھوتا کرنا چاہا مگر آواز کا والیوم بڑا تھا۔ ریحانہ باجی نے جھلّا کر میری طرف چاک بڑھا دیا۔

تاریخ لکھی جاتی رہی مگر صرف جیتنے والوں کی تاریخ!

ریحانہ باجی نے مانی ٹرک کے لیے کریم خان کا نام تجویز کیا اور کریم خان مانی ٹرک بن گیا۔

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

زینہ سے چڑھ کر ہی کلاس روم میں آیا جا سکتا تھا۔ ریحانہ باجی نے ایک قاعدہ پاس کیا کہ سب لڑکے ایک لائین میں بائیں طرف سے زینہ چڑھیں گے کوئی شور شرابا نہیں کرے گا۔ کوئی کسی کی ہنسی ٹھٹھول نہیں کرے گا۔ ایک ڈیسپلین سے سب زینہ چڑھیں گے اور یہ سب دیکھے گا مانی ٹر۔ یعنی کریم خان۔ جو بھی قاعدے کی خلاف ورزی کرے گا مانی ٹر اس کی شکایت ریحانہ باجی سے کرے گا اور پھر ریحانہ باجی چاہے جسے مرغا بنا دے یا چاک پکڑا دے۔ کریم خان نے میری طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا اور مسکرایا۔ قاعدہ لاگو ہو گیا۔ کیا تھا قاعدہ؟ زینہ پر کاغذ کے ٹکڑے مت ڈالو۔ زینہ پر مت تھوکو، ناک صاف کر کے گندگی نہ پھیلاؤ۔ یعنی یہ سب زینہ پر نہ کریں باقی سب جگہ کریں!

ریحانہ باجی سے شکایت کرنا مشکل لگتا تھا اور آسان لگتا تھا چاک سے تختہ سیاہ پر سو بار لکھنا!

میں نے کریم خان سے دوستی کی پھر ایک کوشش کی۔ میں نے اسے اپنا بہترین اور پسندیدہ فونٹن پین دینا چاہا جو میرے انکل نے مجھے برتھ ڈے پر تحفتاً دیا تھا۔ مگر کریم خان ٹس سے مس نہ ہوا۔

والد صاحب کہہ رہے ہیں" وعدہ کرو کہ تم اسکول میں شرارت نہیں کرو گے"

مگر میں نے شرارت کہاں کی؟ کریم خان شرارتیں کرتا رہا اور میں چاک سے تختے پر لکھتا رہا۔ شاید میں ماتھا لوجی کا کوئی کردار تھا جو پیدا ہی سزا بھگتنے کے لیے ہوا۔ شراپ ہی شراپ۔ ورڈان نہیں!

زور سے چلانا نہیں

دیواروں پر لائنیں نہیں کھینچنا.... چاک سے لکھتے ہوئے کب سال ختم ہوا پتا نہ چلا۔

ایک دن:

شاید وہ جمعہ کا دن تھا۔ کیوں کہ اس دن صبح کا اسکول تھا۔ جاڑوں کے دن تھے۔ منہ سے بھاپ نکلتی تھی اور لگتا تھا جیسے چہرے پر ناک اور کان ہیں ہی نہیں ــــ اور سچ! اب بھی کہاں ہیں ناک اور کان!.... اسکول ہلکے کہر میں گھری ہوئی تھی۔ کومل دھوپ ابھی ہر طرف پھیلی نہ تھی کہ کہر کو چیٹ کر جاتی میں آج لیٹ ہو گیا تھا۔ گھنٹی بج چکی تھی اور دعا ختم کر کے لڑکے اپنی جماعتوں میں چلے گئے تھے جاڑے کی صبح ہونے کی وجہ سے ہیڈ ماسٹر صاحب چھڑی لیے آفس کے ورانڈے میں نہیں کھڑے تھے۔ ڈھونڈو چپراسی تار کے چوکور چھینکے میں چائے کے آٹھ دس کپ لیے تیزی سے ٹیچرز روم کی طرف جا رہا تھا۔ چائے سے بھاپ اٹھ رہی تھی اور میں سردی سے کھڑکھڑا رہا تھا ــــ زینہ کے نیچے میں نے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

دیکھا اوپر زینہ کی آخری سیڑھی پر کریم خان کھڑا تھا۔ کمر پر ہاتھ دھرے مجھے گھورتا ہوا سا۔ اور میں ایک ایک سیڑھی اوپر چڑھتا ــــ باقی زینہ خالی تھا۔ دھیرے دھیرے بائیں طرف سے ڈسپلین کے ساتھ اوپر تک پہنچا اور کلاس روم کے دروازے کی طرف مڑنے ہی والا تھا کہ کریم خان نے میری باہیں پکڑ لیں اور کتابیں چھین لیں۔ ان میں کچھ کہانیوں کی کتابیں بھی تھیں جو آج ہی لائبریری کو واپس کرنی تھیں۔ اس نے وہ کتابیں چھین لیں اور پھاڑ ڈالیں۔ کاغذ کے پرزے زینہ پر بکھر گئے کتابوں کے جز الگ الگ ہو گئے ــ راجہ، شہزادی، اپسرا، ابلق پری، توتا دیو مینا اور پھر مہینوں نہ کٹنے والے سفر!

کلاس روم سے لڑکوں کا شور بلند ہو رہا تھا۔ مگر زینہ خالی تھا۔

مجھے غصہ آیا ــ

میں نے دل میں سوچا: میرا تو کوئی قصور نہیں اور یہ بھی نہیں کہ کریم خان بے قصور ہے!

چند لمحوں بعد ــ جب میں کلاس روم میں داخل ہوا تو ریحانہ باجی نے کہا

"آؤ لاٹ صاحب ابھی تک سو رہے تھے کیا؟"

"ہاں ــ مگر اب نیند ٹوٹ چکی ہے میری" مگر میری آواز شاید مدھم تھی کیوں کہ زینہ پر ہونے والا شور بہت زبردست تھا۔ شور سن کر ریحانہ باجی باہر کی طرف گئیں زینہ کی طرف اور میں نے سوچا کاش! آج اگر کوئی مجھے مرغا بنا دے تو میں چھت پر چڑھ کر بانگ دوں اور ایک نئی صبح کروں! مگر نہیں اس سے پہلے ایک کنفیشن کروں۔ میں تختہ سیاہ کی طرف بڑھنے لگا۔ چاک اور ڈسٹر ساتھ ہی پڑے تھے میں نے چاک اٹھا لیا۔ تختہ پر چاک کُرکُرایا ــ

کریم خان کو زینہ سے ڈھکیلنا ٹھیک نہیں!

کریم خان کو زینہ سے ڈھکیلنا!

کریم خان کو!

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

رائیگر مورٹس

ساگر کا باپ اسے ڈاکٹر بنانا چاہتا تھا۔ اس نے اسکول میں سبجیکٹ بھی لیا تھا۔ بائیلاجی سائنس وہ خود ٹیچر بننا چاہتا تھا مگر دونوں باتیں نہ ہو سکیں اور وہ بن گیا پرائیویٹ کمپنی میں کلرک۔ تب وہ پہلی دفعہ مرا۔

اپنے ٹیبل پر آکر زوردار آواز میں اس نے چپراسی کو پکارا "رامو ــــ ارے او رامو"

رامو جھومتا سا آیا "بولو"

"پنکھا فل اسپیڈ اور پانی"

رامو نے پنکھا فل اسپیڈ کیا۔ پانی پلایا اور باہر چلا گیا۔

اب ساگر نے ایک طائرانہ نظر اپنے ارد گرد پھینکی۔ ایکدم سامنے مس پریرا ٹائپ کر رہی تھی ٹپ ٹپ ٹپ ٹپ ..... اسے کبھی کبھی لگتا زندگی ایک ٹائپ رائٹر ہے اور وہ ایک کورا کاغذ ــ غلط صحیح اوپر نیچے ٹائپ ہوتا جا رہا ہے ..... مس پریرا کو دیکھ کر وہ ہمیشہ سوچتا ہے۔ کپڑے چھپانے کے لئے ہوتے ہیں یا اُبھارنے کے لئے۔ وہ اسے ہمیشہ کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا ہے اور کھاتا رہتا ہے ــ شیک ویل بغور یوز[1] کے علاوہ کیپ ان ڈارک اینڈ کول پلیس کی تختیاں اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گئیں۔ اس نے سگریٹ جلائی اور بھرپور کش مارے۔ بہت دیر تک ٹیبل کا پیپر ویٹ اٹھا کر اسے داہنے ہاتھ میں دباتا رہا۔ پھر بائیں ہاتھ میں لے کر جھنجھوڑنے لگا .....

نیا نیا بابو گلے تونڈے فائیل پر جھکا تھا۔

"ابے سالے گلے۔ مرنا ہے کیا جلدی۔ کب سے فائیل رگید[2] رہا ہے۔ ایسے کام کرنے پر بھی کیا ملائی ملے گی تجھے ــ سالا ہر سال انکریمنٹ ہوتا ہے مگر اونٹ کے منہ میں زیرہ! اب کرو اڈجسٹ۔ من سمجھاون کو کہتے ہیں اڈجسٹمنٹ از لائف ــ

[1] Shake well before use

[2] بیجھا - تھا وت

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

گائے تونڈے جس کا منہ گائے کی طرح تھا جھنجھلا گیا "کام کرنے دو نا ساگر بھائی"

"ایسے کام کرنے سے زندگی بنی ہے۔ آج تیرے صاحب کو ایسی ایسی گالیاں سنا کے آیا ہوں کہ یاد کرتا ہوگا سالا۔ ہمیشہ وقت پر آتا ہے۔ کہتا ہے۔ ہمیشہ دیر سے آنے کا مطلب۔ ہم اسٹیپ بھی سخت لیتے ہیں۔ ہماری طرح روز ریلوے سے آنا پڑے تو دو دنوں میں گالوں کی چکنائی جھڑ جائے۔ سالے رعب گانٹھتے ہیں ہم پر۔ جلد بھی آجاؤں تو کیا مٹھائی ملے گی مجھے۔ وہ تو اسی سے خوش ہوگا جو اس کی چمچہ گیری کرے گا۔ ابے سالے گائے میں تیرے سے بات کر رہا ہوں۔ ابے کونسی افسری ملنے والی ہے۔"

"یار ساگر پلیز" گائے تونڈے نے رونی صورت بنائی۔

"چربیٹا گھاس" اسے رحم آیا اس نے دراز سے میگزین نکالا۔ الٹا پلٹا کر دیکھنے لگا۔ پھر ماچس نکال کر ایک تیلی یونہی جلائی، پھینک دی۔ دوسری سے کان کریدے گائے تونڈے سے بولا "چل پلا سگریٹ"

"سوری یار۔ منگواتا ہوں۔"

"دھت تیرے کی"

"رامو او رامو"

چپراسی جھومتا سا آیا بولا "پنکھا تو فل اسپیڈ ہے۔"

"ابے پنکھے کی ایسی تیسی۔ لا بیڑی پلا"

"کوشش چل رہی ہے کہ نہیں اب کے لڑکا ہی ہوگا۔"

'بس' ہو چکا لڑکا" رامو نے مایوسی دکھائی اور چلا گیا۔

وہ لمحہ لمحہ مرتا اور پل پل جیتا رہتا ہے۔

..... بیوی کا منہ پھولا ہوا ہے۔ بچے جھگڑ جھگڑ کے سو چکے ہیں۔ بیوی بچے پیدا کرنے والی مشین ہو کر رہ گئی ہے۔ جسے وہ بڑی مشکل سے آئیل اور گریس دے پاتا ہے۔ مگر شوہر ہمیشہ شہد پانا چاہتا ہے ازدواجی زندگی کا شہد۔ لیکن اسے ملتی ہے کونین۔ کڑوی اور کسیلی کونین۔ جیسا کہ اس رات ہوا' اس آدھی رات کو۔ ساگر نے بیوی کے کان کے قریب ہونٹ پھڑپھڑائے بیوی کسمسائی وہ سوچنے لگا مس پریرا کی گداز مرمریں ٹانگوں اور مس جنیجا کی سڈول چھاتیوں سے متعلق۔ وہ دونوں کو ملا کر ایک عورت بنانا چاہتا ہے اور اس عورت کو اپنی بیوی میں دیکھنا چاہتا ہے۔ یا بیوی کو دیکھنا ہی نہیں چاہتا۔ وہ ازدواجی زندگی کا شہد کھانا چاہتا ہے مگر اسے ملتی ہے کونین۔ کڑوی اور کسیلی کونین۔

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"منداـ منداـ" وہ دھیرے دھیرے پکارتا ہے۔ جیسے کوئی گناہ کر رہا ہو۔ وہ چپ چاپ ہولے ہولے بلاوز نما چیتھڑے کے بٹن کھولتی انگلیوں سے کہتا ہے "منداـ"

"اجی منداـ منداکیا؟ یہاں ٹھیک سے سونا بھی میسّر نہیں۔ کیا چاہیئے تم کو؟"

ـــ ہاں بھلا کیا چاہیئے اس کو؟ پریرا کی ٹانگیں! جنیجا کی چھاتیاں! شہد کا چھتہ! اسے لگتا ہے مکھیاں کسی بھی وقت حملہ بول دیں گی اور اس کے کومل اور جمالی جذبات کو کاٹ کاٹ کر سجا دیں گی!

بیوی بلاوز کھولنے والے ہاتھ کو جھٹکے سے پرے کرتی ہے اور بلاوز اوپر تک کھینچ لیتی ہے "لو"

بچہ کنمناتا ہے اور ساگر کو اپنے آپ پر ترس آتا ہے.....

ـــ رامو صاحب کی کیبن میں کافی لے جا رہا تھا۔ ساگر کو یاد آیا چائے کا وقت ہو گیا ہے وہ باہر چلا گیا۔ باہر آکر سوچنے لگا کون سا مرغا پھانسنا چاہیئے۔ دور سے گپتا آتا دکھائی دیا۔ سالا اسٹیشنری میں ہے خوب ہاتھ مارتا ہے چلو اسے ہی کاٹیں آج ـ قریب جاکر گپتا سے ہاتھ ملایا "کہو یار کیسا چل رہا ہے۔ چلو چائے تو پلاؤ"

چائے کے ساتھ اس نے سموسے بھی کھائے۔

گپتا کی سسرال مالدار ہے۔ سالے کے پاس گاڑی ہے۔ اپن کو ایسی سسرال نہیں ملی۔ بس سسر نے ایک عدد چمرخ بیوی گلے باندھ دی۔ لے بیٹا جتا رہ۔ بیوی کو جو ہمیشہ بیمار رہتی ہو اور جس کی دوائی لانا ساگر ہمیشہ بھول جاتا ہو۔ ودھاتا کی یہ کیسی نیتی ہے کہ کسی کو دیتا ہے تو ایکدم چھپر پھاڑ کر اور کسی کا ایسا سل دیتا ہے کہ بس تنگ ہو لے، جاؤ۔ گھر میں بیوی کی بیماری اور بچوں کے تقاضے دودھ اور راشن کے وہی حساب کتاب رات میں مشینی انداز میں بیوی کو چھوڑنا جیسے کتا ہڈی چھوڑے کوئی رس نہیں رہا۔ ایک سا روٹین۔ ہم لوگ انڈسٹریل سماج کے گدھے ہیں، ڈھونڈ رہے ہیں زندگی کو۔ کہاں لے جائیں گے آخر اتنا سارا کوڑا کرکٹ۔ بیوی اس سے جواب طلب کرتی ہے اور وہ بہانے بناتا ہے لیٹ ہوا۔

کیونکہ مرگھے کو مرگی آگئی۔

گاڑی لیٹ تھی کیا کرتا۔

بس نہیں ملی۔

آفس میں پارٹی تھی۔

ـــ ادھر آفس میں لیٹ۔ ادھر گھر میں لیٹ ادھر بھی جواب طلبی ادھر بھی۔ آخر کب تک؟

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

گپتا کے پینٹ کی کریز دیکھو۔ ہمیشہ تازہ چست درست، کیسا بنا ٹھنا۔ کونسا ٹانک پیتا ہوگا بھلا۔ گپتا کو وہ جب بھی پھانستا ہے اسے بڑا مزہ آتا ہے۔ ایسا مزہ جو بدلے کے بعد ملتا ہے۔

دو بج چکے تھے لنچ ٹائم تھا۔ وہ تاش کھیلنے چلا گیا۔ تاش میں وہ جیت کر بھی ہارا اور ہار کر بھی جیتتا رہا۔ اٹھتے ہوئے اس نے کہا "میں نے سب پتے شو کر دیئے ہیں۔"

ٹیبل پر آیا تو چپراسی سر پر کھڑا تھا "بڑے بابو پندرہ نمبر فائل مانگ رہے ہیں۔"

"ابے بڑے بابو کی ایسی تیسی۔ جا، جا کے بول ڈھونڈ کر دیتا ہوں۔ ان کا کیا میں داماد ہوں جھٹ نکال کر دے دوں گا۔"

رامو نے دانت نکال دیئے۔

گائے تونڈے سر گھسائے کام کر رہا تھا۔ ساگر بڑبڑایا "مر جائے گا سالا یہ۔"

اس نے گائے تونڈے سے ہمیشہ کہا "نیچر میں Naughty Factor ہونا چاہیئے ورنہ تمہیں گدھا بنا دیں گے یہ لوگ۔ کام کو Refuse کرنا بھی سیکھو۔"

مگر گائے تونڈے گدھا بن چکا تھا۔

"یہ لوگ اپنا کام نکال لیں گے اور تمہیں انگوٹھا دکھائیں گے۔"

مگر گائے تونڈے نے بات نہ مانی۔

ایک دن بولا "ساگر بھائی آپ نے صحیح کہا تھا۔ میں نے گھر کے لئے دس ہزار ایڈوانس مانگے تو انگوٹھا دکھا دیا۔ آخر پندرہ سال کام کر کے کیا ملا۔"

"ہر خط میں مشکلوں سے گھری اماں یہ لکھواتی ہیں کہ ہم خیریت سے ہیں" بیوی ساگر کے کانوں میں بولتی ہے۔

"آج کل خیریت سے ہونے کا مطلب ہے کہ زندہ ہیں" وہ جواب دیتا ہے.....

سرد ائے خون میں بجلی سی دوڑتی ہے اور اسٹرگل جاگنے لگتا ہے خون میں برف سی لہراتی ہے اور بدن گرمانے لگتا ہے۔ موت کی سردائی گرماہٹ میں تبدیل ہونے لگتا ہے اور ساگر بجٹ بنانے لگتا ہے۔ مہینے کا پہلا ہفتہ بھی ختم نہیں ہوا مگر پرس خالی۔ وہ اٹھ کر دروازہ بند کر لیتا ہے۔ باہر لوگ آواز دے رہے ہیں۔ "ساگر بابو۔ ساگر بابو۔"

دوسرے دن صبح صبح وہ جنرل منیجر سے لون لیتا ہے! گائے تونڈے کو انکار کرنے والا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

جنرل منیجر ساگر کو انکار نہیں کر سکتا ـــ یہ بات سب کو پتہ ہے۔

گائے تونڈے پوچھتا ہے "کیا بات ہے کیوں ہنس رہے ہو؟"

"خط پر لکھا ہے ساگر شرما ایم اے، ساگر ہنسی روک کر کہتا ہے۔"

"تو اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔ آپ ہیں ہی ایم اے۔ بلکہ آپ تو ڈبل ایم اے ہیں۔"

"ارے کون ڈبل ایم اے ہے یار" ساگر سنجیدہ ہے "میں تو کب کا بھول چکا ہوں ٹوٹے ہوئے خوابوں کی کرچیاں روح میں چبھتی ہیں ....."

"آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے" گائے تونڈے نے کہا

ساگر ہنسا۔ پھر سنجیدہ ہو گیا "تب میں پہلی دفعہ مرا۔ یہ ساگر تو کوئی اور ہے میں نہیں یہ وہ ساگر ہے جس نے اپنی آدرش کی دیوی کو چپ چاپ ویلن کے ہاتھوں سونپ دیا وہ اسے گھنے جنگلوں میں لے گیا ریپ کرنے اور مجھے یہاں رائیگر مورٹس کے چکر میں پھنسا گیا کہ بیٹا مرو سرد ہو جاؤ۔ پھر ذرا امید کی حرارت آئے۔ پھر برف سی ٹھنڈک ملے بدن کو پھر خون ذرا جوش مارے پھر مر جاؤ۔

اسٹرگل جاگتا ہے۔ بچوں کے یونیفارم۔ بھائی کو منی آرڈر۔ ماں کے لئے شال۔ دودھ والے کا بل ..... مگر بدن برف ہو چکا ہے۔

..... فائل ڈھونڈتے ہوئے دو چار فائلیں باہر کھینچی۔ دھول کا غبار اڑا۔ دو چوہے دوڑے دھول منہ اور ناک میں بھر گئی۔ گائے تونڈے کھانسنے لگا۔ پریرا انگریزی میں چیخی "اوہ ساگر واٹ نان سنس۔"

آخرش فائل مل ہی گئی۔ وہ اور کہیں نہیں سامنے ہی پڑی تھی۔ وہ بیٹھ کر پسینہ پوچھنے لگا۔ چار بج رہے تھے اس نے سوچا اب کچھ کام کرنا چاہیئے۔ سامنے کی فائل کا ربن کھولا اور بیٹھ گیا۔

"ارے کون ڈبل ایم اے ہے یار۔ اب تو میں ایک لاش ہوں۔ رائیگر مورٹس کے پہلے اور بعد میں جھولتی لاش!

آج پتہ نہیں کیسے بیٹھے بیٹھے دل کے رک جانے سے وہ مر گیا تھا۔ ہاں ساگر مر گیا تھا۔ کیسے مرا؟ کل تک تو زندہ تھا؟ منیجر نے انکوائری کی۔ آج کیسے مر گیا؟ کیا ہمیشہ کے لئے مر گیا؟

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

پروپرائٹر نے پوچھا۔

ایک پرپوزل جنرل منیجر کے ٹیبل پر بھیجا گیا کہ خصوصی فنڈ سے مرحوم کی مدد کی جائے۔ بڑے صاحب نے عادت کے مطابق انگریزی میں ریمارک لکھا "اِس کیس جیسی ایک آدھ مثال ماضی میں ہو چکی ہے کیا؟"

تو بڑے بابو نے جواب میں نوٹ لکھا "نہیں۔ پہلی دفعہ وہ مرا۔ اُس وقت اُس کی جان نہیں نکلی تھی۔ پر اب وہ سچ مچ مر گیا ہے اور جان بھی نکل چکی ہے۔ ڈاکٹر کا سرٹیفکٹ نتھی کر رہا ہوں۔!" ●●

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

بائیں پسلی

بس اسٹینڈ۔ بسوں کی آمد و رفت ـــ ایک اکیلا بینچ۔ بینچ پر بیٹھی ایک لڑکی اور ایک مرد۔

S ـــ کمال ہے۔ لڑکی مرد کو سناتے ہوئے کہتی ہے

H ـــ ہاں

S ـــ میں کہتی ہوں کمال ہے۔ پھر ذرا تیز آواز میں کہتی ہے

ـــ کس کی جو ابھی تک نہیں آیا

ـــ تم کو کیا پتہ کون نہیں آیا

ـــ آپ کب سے انتظار کر رہے ہیں

ـــ کئی پیڑھیوں سے

ـــ اور آپ کو یقین ہے کہ وہ اب بھی آئے گا / آئے گی

ـــ پہلے میں نے کہا تھا نا کہ میں بھاگ کر نہیں جا رہی یا آ رہی کچھ بھی

ـــ پر میں بھاگ کر آئی ہوں گھر سے

ـــ بھاگ کر آئی ہیں آپ۔ مرد بدکے ہوئے سانڈ کی طرح اُچھلتا ہے

ـــ مگر یہ آپ اچھل کیوں رہے ہیں

ـــ واہ خوب کہی، بھاگ کر آپ آئی ہیں اور میں اُچھلوں بھی نہیں

ـــ وہ بھی آئے گا اسی طرح، ہم نے کچھ دن ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کا سوچا ہے بالکل میاں بیوی کی طرح

ـــ میاں بیوی کی طرح ـــ مرد پھر اُچھلتا ہے

ـــ کیوں کیا ہوا رہ نہیں سکتے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

—— کیوں نہیں رہ سکتے

—— تو پھر آپ اچھل کیوں رہے ہیں

—— واہ خوب کہی آپ دونوں میاں بیوی کی طرح رہیں اور میں اچھلوں بھی نہیں

کئی بسوں کی طرح پھر ایک بس آکر خالی ہو رہی ہے۔ مسافر اتر رہے ہیں تتر بتر ہو رہے ہیں مگر نہ لڑکی کا انتظار ختم ہو رہا ہے اور نہ مرد کا۔

—— ہمیں کتنا وقت ہو گیا، یہاں آئے

—— کچھ ٹھیک ٹھیک پتہ نہیں مگر تمہارے گیسوؤں میں چاندی کے تار جھلملانے لگے ہیں

یک بہ یک لڑکی چونک جاتی ہے۔ چاندی کے تار! جیسے یہ ڈائیلاگ مرد نے ہوا پر لکھ دیا ہو اور وہ پڑھ کر سن رہی ہو۔

—— کیا تم سچ کہہ رہے ہو

—— جھوٹ کہنے سے کیا سفید کالا ہو جاتا ہے

یک بہ یک لڑکی اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ بے چین ہو جاتی ہے۔ ناگواری کے تاثرات دینے لگتی ہے

—— کتنی مدت گذر گئی، اب تک تو اسے آجانا چاہیئے تھا

—— بھول گیا ہو گا بے چارہ

—— کہیں تم اندر ہی اندر اس سے جل تو نہیں رہے ہو

—— بھلا میں کیوں جلوں۔ میں نے تو صرف اتنا کہا کہ آپ کے گیسوؤں میں چاندی کے تار جھلملا رہے ہیں گو کہ آپ ہی نے پوچھا تھا وقت کے بارے میں اور بے چین ہو گئی تھیں

—— میں نے صرف وقت کے بارے میں پوچھا تھا۔ گیسوؤں کے بارے میں نہیں

—— رات گہری ہونے لگی ہے اور مجھے آپ پر رحم آتا ہے

—— آپ کو مجھ پر رحم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں آپ جائیے یہاں سے آج کی کیا بات ہے ایسی کتنی راتیں گہری ہوئیں۔

—— چ چ چ چ

—— میں نے کہا۔ آپ جائیے یہاں سے، لڑکی جھلا کر کہتی ہے نہ جان نہ پہچان، مگر مرد وہیں

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

بیٹھا رہتا ہے۔ بسیں آتی ہیں اور چلی جاتی ہیں۔ پھر ایسا وقت آتا ہے کہ بسیں آنی ہی بند ہو جاتی ہیں مگر مرد وہیں بیٹھا رہتا ہے اور لڑکی بھی۔ مرد گلا صاف کرتا ہے "کہیں ایسا تو نہیں"

—— کہیں ایسا تو نہیں جس کا انتظار آپ کو ہے وہ آپ کا دوست میں تو نہیں؟"

لڑکی چونکتی ہے

—— نہیں آپ سوچ لیجئے یاد کیجئے۔

—— میں نے اس طرح سے نہیں سوچا

—— آپ کو جس کا انتظار تھا۔ کیا وہ اپنی جگہ سے نکل چکا ہے / تھا۔

—— ہاں

—— کیا وہ بس سے ہی آسکتا ہے۔ ٹیکسی سے نہیں؟ چپ چاپ آکر آپ کی بغل میں نہیں بیٹھ سکتا میری طرح۔

—— ممکن ہے لڑکی پھر چونکتی ہے۔ اس طرح بھی ممکن ہے کیوں کہ میں نے اسے دل کی گہرائیوں سے چاہا ہے۔ وہ وعدہ خلافی نہیں کر سکتا اسے معلوم ہے کہ دیو کی جان پنجرے میں قید طوطے کے ٹیٹوے میں ہے اور پنجرہ کہاں ہے یہ وہ جانتا ہے! (لڑکی اپنے آپ کو کہتے ہوئے پاتی ہے)

—— کئی پیڑھیوں پہلے میں نے وہ ایک خوبصورت سینڈل کہ جس کا بیان لفظوں میں نہیں ہو سکتا وہ خوبصورت سینڈل کہ جو مجھے دریا کنارے ملا تھا اور میں بضد تھا کہ چاہے دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے میں اسی سے شادی کروں گا جس کا یہ سینڈل ہوگا اور میں اٹوانٹی کھٹوانٹی لے کر پڑا رہ گیا تھا / پڑا رہ گیا ہوں۔ (مرد کو لگتا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے)

—— ہاں میرا ایک سینڈل گم ہوا تھا۔ مجھے سوچنے دو مگر پھر ملا تھا یا نہیں ہاں ہاں یاد آیا میرا ایک سینڈل گم ہوا تھا ضرور

—— مگر کیا وہ پھر واپس ملا تھا

—— مجھے سوچنے دو

—— میرا سینڈل گم ہوا تھا ضرور، ہاں ہاں یاد آیا، کچھ دن میں پریشان رہی

—— پھر

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

—— شاید بازار سے دوسرا خرید لیا گیا تھا یا میں نے سینڈل پہننا ہی چھوڑ دیا تھا
—— تم اچھی طرح سے یاد کر کے بتاؤ
—— مجھے کچھ یاد نہیں آ رہا ہے سب دھندلا دھندلا سا ہے
—— بہر کیف فرض کر لیتے ہیں کہ سینڈل تمہارا ملا نہیں تھا اور بات آگے بڑھاتے ہیں۔

- - - -

www.urduchannel.in

دروازہ

وہ چوپٹ کھلے دروازے سے لگ بھگ دوڑتی ہوئی آئی اور کمرے میں بیٹھے ہوئے مرد سے بولی

"مجھے بچا لیجئے! بھیڑیئے میرے پیچھے لگے ہیں۔"

مرد نے اسے گھورا۔ اٹھ کر دروازہ بند کیا۔ آتش دان کے قریب ایک اور کرسی کھینچ کر اسے بٹھایا۔ لڑکی ہانپتی، پسینے سے تر بدن لئے سمٹی ہوئی بیٹھ گئی۔ بھیڑیوں کے قدموں کی چڑک چڑک اور غراہٹ قریب تر ہوتی گئی۔ وہ ساری عمارت میں دوڑ رہے تھے لیکن اس چھت کے نیچے آکر لڑکی کو لگا کہ وہ ایک محفوظ اور مضبوط سائبان میں ہے۔

"مجھے پنجرے میں بند کر لیجئے۔" وہ سہمی ہوئی دروازہ کی جانب دیکھ کر بولی۔

"تم پنجرے میں بند ہو ڈرو مت یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ مگر کیا تمہارے بڑوں نے یہ نہیں کہا کہ جنگل میں بھیڑیوں کا راج ہے؟"

"آئی نو۔! پر گرانڈماں کے لئے تمہاری لے جانا بھی ضروری تھا۔!"

"واقعی تم اتنی بڑی ہو گئی ہو کہ بھیڑیئے تم پر للچائیں۔ خیر! تم فکر نہ کرو۔ تم میری پناہ میں ہو۔"

"لوگوں کے اس طرح سمجھنے کے کارن نے مجھے اور بھی بڑی کر دیا ہے۔"

جانے کتنا وقت بیتا۔ پھر بھیڑیوں کی آہٹ لمحہ لمحہ ڈوبتی گئی اور لڑکی کو یک گونہ قرار ملا۔ مگر جب اس نے محسوس کیا .....

"آپ نے مجھے پنجرے میں بھی بند نہیں کیا ہے، تالا بھی نہ لگایا ہے اور نہ ہی چابی کھوئی ہے، گو کہ آپ نے ایسا کہا تھا۔"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"غلط! یہ تمہارا وہم ہے۔ تم ڈر جو گئی ہو!"

"ارے ارے.... یہ آپ اپنا روپ کیوں بدل رہے ہیں۔؟ آپ کا چہرہ....؟"

"اُف! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ میرا اسکرٹ..... توبہ!"

"میں اپنی ٹائی کھول رہا ہوں!"

"نہیں! آپ تو میرا اسکرٹ....."

"کہہ تو دیا کہ میں اپنی ٹائی کھول رہا ہوں۔!"

"آپ کی ٹائی تو بندھی ہوئی ہے۔ میرا اسکرٹ اُف!"

"تم پاگل ہو گئی ہو۔ ڈر جو گئی ہو۔"

"میں نے یہاں پناہ لی۔ میں نے آپ پر ان سب کے سوا اعتبار کیا۔"

"خاموش! تمہارا سب کچھ صحیح سلامت ہے.... اگر وہ ہے!"

"لیکن مرد تو بھیڑیا بن گیا ہے۔ اس کے تو کان بڑے ہو گئے ہیں۔ اس کی تو ناک لمبی ہو گئی ہے۔ وہ چیخنا چاہتی ہے مگر وقت جیسے ساؤنڈ پروف ہو گیا ہے، وقت جیسے شاک پروف ہو گیا ہے، وقت جیسے نان میگنیٹک ہو گیا ہے، وقت جیسے اسکریچ پروف ہو گیا ہے۔

"مگر میں جو بچانا چاہتی تھی۔!"

"تم کچھ نہیں بچانا چاہتی تھیں۔!"

"نہیں! کچھ تو بچانا چاہتی تھی میں۔ کیوں کہ میں ان سے بھاگی تھی۔"

"سوال یہ ہے کہ وہ کیا سمجھ رہے ہوں گے؟"

"یہی کہ تم نے اپنی آبرو ان سے بچائی!"

"کیا وہ یہی سمجھتے رہیں گے؟"

"ہاں! کیوں کہ دروازہ بند ہے!"

"مگر میں خود کیا سمجھوں؟ اُف خدایا!"

"تم بھی یہی سمجھو!"

"مگر تم نے اچھی طرح دیکھ تو لیا تھا نا کہ دروازہ بند ہے۔" ●●

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کٹی ہوئی ناک

ایک دن، اچانک کیا ہوا کہ بے بی غائب ہو گئی۔

بے بی ایک قبول صورت اور نڈر لڑکی۔ ہماری چالی میں میرے بغل والے روم میں رہتی تھی مجھے آٹا گوندھتا دیکھ کر خوب ہنستی۔ کبھی خود ہی روٹیاں بیل دیتی۔ کبھی دال جھونک دیتی۔ میں اکیلا وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ۔ روزانہ لگ بھگ دوپہر ڈیڑھ بجے کالج سے سیدھے گھر آجاتی مگر اس دن چار بج گئے اور وہ نہیں آئی۔ کچھ بول کر بھی نہیں گئی۔ ورنہ ایسا کچھ لیٹ آنا رہا تو بول کر جاتی ماں نے چالی کی دو تین لڑکیوں سے پوچھ تاچھ کی۔ سب نے لاعلمی ظاہر کی۔ ایک شخص کو بھیا دادا بول کے پتہ کرنے کالج بھیجا مگر وہ بھی ہاتھ ہلاتا واپس آیا۔ کالج میں بے بی نہ ملی۔ اب تو بے بی کی ماں ڈر گئی۔ جوان لڑکی کہاں چلی گئی۔ کوئی ایسی بات تو نہیں ہوئی ــــ کہ وہ غصّہ میں کہیں چلی جاتی بے بی کی ماں گھبرا گئی۔ وہ رونے بھی لگی۔ بے بی کا باپ شام چھ بجے آفس سے تھکا ماندہ لوٹا۔ بیوی نے کہا

"کیا پتہ کہاں گئی ــــ سب جگہ دیکھا ملی نہیں"

بیوی کے آنسو دیکھ کر باپ نے دلاسہ دیا "ارے جائے گی کہاں۔ آجائے گی۔ میں ہوں نا! اچھا بول تو ذرا ــــ کہاں کہاں ڈھونڈا" تب بیوی نے ساری بپتا سنائی ــــ

پھر کچھ پڑوسی زخم پر نمک چھڑکنے آگئے۔

"بے بی آئی کیا؟ بے بی ابھی تک نہیں آئی؟"

ان کے ہاتھوں میں سفید پسے ہوئے نمک کے پیکٹ تھے۔ وہ زخم پر نمک چھڑکتے۔ ڈرامائی انداز میں، تعجب کا اظہار کرتے اور چلے جاتے۔ اور پھر واپس لوٹ بھی آتے ــــ!

بے بی کے باپ نے پوچھا ــــ "دراڑ تو نہیں گئی تیری بہن کے پاس" بیوی بولی "کیسے جائے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

گی وہاں بغیر بتائے۔ وِزار کیا نزدیک ہے۔"

"خیر۔ ٹیک اِٹ ایزی۔"

باپ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ گیا۔

ماں روتے ہوئے بولی ــ "تمہیں تو ٹیک اٹ ایزی کی عادت ہو گئی ہے۔ یوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ کر کیا ہو گا ــ کچھ کرو۔"

میرے ذہن میں ایک خیال کوندا بن کر لپکا "کہیں بے بی کو چندو نے غائب نہ کیا ہو؟"

بے بی کے باپ نے مجھے بے بی کی خالہ کا پتہ دے کر وِزار بھیجا۔ میں اسٹیشن پر پہنچا تو چندو حسبِ معمول اپنے گرگوں کے ساتھ کھڑا تھا۔

بے بی کو غائب کرنے میں ضرور چندو کا ہاتھ ہے۔ میں نے سوچا۔ مجھے یاد آیا

..... ایک دن تل پر پانی بھر رہا تھا کہ بے بی کہنے لگی "بابو! کیا تم چندو سے ڈرتے ہو؟"

"کون چندو ــ؟ وہ موالی۔"

"ہاں ــ"

"کیوں میرا اور اس کا کیا رشتہ؟" میں نے پوچھا۔

"وہ بدمعاش میرا پیچھا کرتا ہے۔ مجھے چھیڑتا ہے۔ ایک دن میرے پیچھے پیچھے لیڈیز کمپارٹمنٹ میں چڑھ آیا۔ پیلے پیلے دانت دکھائے۔ میں نے کہا۔ "دانت توڑ دوں گی۔" پھر بھی چپ نہ ہوا تو میں نے اس کے گال پر ایک طمانچہ جڑ دیا۔"

"طمانچہ! ــ پھر!"

"پھر وہ ایکدم گمبھیر ہو گیا اور دھیرے دھیرے چلتی ٹرین سے نیچے اترا یہ بولتے ہوئے کہ میں تمہیں دیکھ لوں گا!"

"بے کار کی بات ــ وہ بھلا تمہیں کیا دیکھے گا" میں نے کہا۔

"لیڈیز کمپارٹمنٹ کی عورتوں نے کہا ــ یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ ایسے لوگوں کے منہ نہیں لگنا چاہیئے۔ وہ تمہیں نہیں چھوڑے گا، وہ ٹھہرا موالی۔"

"ــ پھر"

کچھ دیر رک کر بولی "بابو کیا میں اس کے دانت توڑ سکوں گی؟"

"تمہاری طرف سے اس کے دانت میں توڑ دوں گا۔ پہلے دانت کھٹے کروں گا پھر توڑوں گا۔"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

میں نے پتہ نہیں کہا تھا یا کہنا چاہا تھا۔ مگر اتنا یاد ہے کہ یہ جملہ ناولوں میں پڑھا تھا اور فلموں میں سنا تھا۔ چند دھڑا موالی۔ چھری چاقو چلانے والا۔ اور نہ جانے کیا کیا چلاتا تھا۔ مجھے تو زندگی کی ہاتھ گاڑی بھی ٹھیک سے چلانی نہیں آتی۔ ہاں میں بوکھلا گیا تھا ضرور۔ میرے منہ سے نکلا تھا

"بے بی، تو ایک کام کر۔ راکھی کا تہوار نزدیک ہے، ایک راکھی اُسے باندھ دے۔"

بے بی چڑھ گئی تھی۔ میں ہنسا تھا۔ بے بی نے چار دن مجھ سے بات نہ کی تھی۔ شاید میں ڈرپوک تھا۔ اچھا تھا کہ بے بی نے مجھے راکھی نہیں باندھی تھی۔ مگر کیا رکشا کے لئے رکشا بندھن باندھنا ضروری تھا!

..... ایک دن کہنے لگی "بابو! کیا تم مجھے پیار کرتے ہو؟"

"کیا تم نے خواب دیکھا ہے؟"

حالاں کہ خواب میں نے دیکھے تھے!

"بکواس بند کرو" اس نے پھٹکارہ تھا "پیار کرنے کے لئے سینہ میں ایک عدد دل کا ہونا ضروری ہے" اس نے یہ کہہ کر مجھے جیسے کسی بلّی کی طرح جھنجھوڑ ڈالا تھا۔ چہرہ خراشوں سے بھر گیا تھا میں نے کہا تھا۔ "دل کے علاوہ محبت کرنے کے لئے ایک چاقو بھی چاہیئے اور اسے چلانے کی ہمت بھی چاہیئے۔ یعنی ویلن سے لڑنے کے لئے اور لڑکر مرنے کے لئے۔"

"کیا لڑکر سُرخرو ہونے کے لئے نہیں!" وہ بولی تھی۔

میں نے منہ بھینچ لیا تھا۔ بے بی کی زندگی میں ویلن آگیا تھا اور اب اسے ہیرو کی تلاش تھی۔ اسے اِموشنل سیکیوریٹی چاہیئے تھی۔ اگر اِموشنل سیکیوریٹی میں اسے دینا بھی چاہوں تو کیا دے سکوں گا۔ میں اپنے آپ کو کھنگالنے لگا!

دِرار کی ٹرین میں کافی رش تھا۔ میں بے بی کو اس کی خالہ کے گھر ڈھونڈنے چلا جا رہا تھا۔ ٹرین میں بھیڑ کے پچاسوں ہاتھ اوپر جھولتے ہینڈلوں میں پھنسے تھے اور بغل دن بھر کے سوکھے پسینے کی بدبو چھوڑ رہے تھے۔ ناک میں گھس کر یہ بدبو آدھے سر کا درد پیدا کر رہی تھی۔ بے بی دِرار تک میری نظروں میں گھومتی رہی۔ پانی بھرتی۔ کندھے سے بیگ لٹکائے کالج جاتی۔ ہنستی۔ چپاتی بیلتی۔ بڑے گلے کی میکسی پہن کر آنگن جھاڑتی۔ دھوپ میں بال سُکھاتی۔

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ایک دن بولی ــــ "سچ بابو۔ مجھے کہیں لے چلو، یہاں سے دور ــــ اس بیٹھک چالی سے پرے۔ یہاں اب میرا جی نہیں لگتا ــــ"

میں ہکا بکا اُسے دیکھنے لگا تھا ــــ "کیا چندو نے کچھ کہا!"

"وہ کیا کہے گا حرامی۔ اسے تو میں ہی سیدھا کروں گی" جھک کر نل کے نیچے لگی گاگر سے تھوڑا پانی نیچے گرایا۔ پھر میری طرف ترچھی کر دیکھا۔ "تم میں کچھ دم نہیں ہے۔ فرض کرو اگر وہ مجھے لے اڑا تو تم کیا کرو گے؟"

"میں سالے کو جیل میں سڑا دوں گا۔" مجھے کچھ نہ سوجھا تو میں نے اپنے بساط سے باہر کی بات کہی ــــ

"اوہو ــــ جیل میں سڑانے والے کا منہ تو دیکھو" اس نے اپنے ہاتھوں کے گول گول پنجے میری طرف اچکائے اور گاگر کمر پر دھرے لچکتی چلی گئی ــــ

وِرار پہنچا ــــ پتہ پوچھتا بے بی کے خالہ کے گھر پہنچا ــــ بے بی ہوتی تو وہاں ملتی ــــ مگر وہ کہاں تھی؟

واپسی میں لوٹتے ہوئے رات کے گیارہ بج گئے۔ میں نے سوچا پولیس اسٹیشن جا کر صاف صاف کہہ دوں!

اب تک بے بی کے لاپتہ ہونے کی خبر سارے محلے میں پھیل چکی تھی۔ آتے جاتے لوگ پوچھ رہے تھے "بے بی آئی کیا؟ بے بی ابھی تک نہیں آئی؟" پوچھنے والے لوگ مشورہ دینے کھڑے ہو جاتے تھے۔ مشورے بھی ایسے جیسے کھٹھول[2] کر رہے ہوں ــــ ماں رو رہی تھی۔ اب یہ سوچ کر وہ رہی تھی کہ بے بی کے غائب ہونے کا چاروں طرف 'بوبھاٹا'[3] ہو گیا ہے!

آخر رات کے بارہ بجے ــــ میں، بے بی کا باپ اور ایک پڑوسی پولس اسٹیشن جانے کے لئے نکلے ــــ

بے بی کا باپ کہہ رہا تھا "ہمیشہ سنبھال سنبھال کر رکھا، پتہ نہیں کیا کمی رہ گئی پوسنے[4] میں کہ یہ دن دیکھنا پڑا ــــ"

پڑوسی دلاسہ دینے لگا۔ پہلے ایک دلاسہ۔ پھر کئی دلاسے! اور میں نے دیکھا بے بی کے باپ نے وہ سارے دلاسے اپنی پینٹ کی جیب میں رکھ لئے اور جیب اس کی دلاسوں سے پھول گئی

(۱) (۲) (۳) (۴) پوسنے: پالنے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ہم تینوں پولس اسٹیشن میں داخل ہوئے۔
انسپکٹر نے اوپر سے نیچے تک ہمیں گھورا۔ ساری باتیں سننے سے پیشتر ہی سوالات شروع کر دیئے۔

"کچھ لفڑا وفڑا تھا کیا؟"

"کس کا؟"

"تمہاری لڑکی کا اور کس کا؟"

"لفڑا نہیں صاحب۔ ناک کی سیدھ میں چلنے والی شریف لڑکی ہے وہ۔ بھولی بھالی نازوں کی پالی۔" باپ نے کہا تو پڑوسی نے سر ہلایا۔

انسپکٹر نے باپ کو ڈانٹا "نظم مت سناؤ۔ ایسی نظمیں میں بہت سن چکا ہوں" اور پھر پڑوسی کی شامت آئی۔ "اور تم۔ نندی بیل کی طرح سر کیوں ہلا رہے ہو؟ ناک کی سیدھ میں چلنے والی لڑکی کے باپ شریف اور بھلی لڑکیاں ہی ایسے گل کھلاتی ہیں معلوم ہے کچھ۔ اگر نہیں معلوم تھا تو اب معلوم ہو گیا نا۔"

"پر صاحب وہ لفڑے باز نہیں" باپ گھگھیایا۔

"تم کو کیا معلوم" انسپکٹر بولا "تم آفس میں۔ وہ کالج میں۔ تم کو کیا معلوم میں سب دیکھتا ہوں۔ اس کا کوئی Lover ہو تو پتہ لکھوا دو۔ پھر نکالتا ہوں اس کا سب لفڑا باہر۔ ہوگی کسی ہوٹل کے کمرے میں موج مستی کرتی ہوئی۔"

ہم تینوں پانی پانی ہو گئے۔ ایسا لگا ہم یہاں آئے ہی کیوں؟

رپورٹ لکھوا کر تینوں واپس آئے۔

پھر پڑوسی اور بے بی کے باپ کو چھوڑ کر میں اکیلا ہی پولس اسٹیشن پہنچا۔ وہی انسپکٹر تھا۔ اس نے مجھے پھر اوپر سے نیچے تک گھورا۔

"تو بھی آیا تھا نا؟" اس نے پوچھا۔ میں نے اثبات میں سر ہلایا اور ساری کہانی بتائی۔ وہ تمام باتیں جو مجھے بے بی نے بتائی تھیں۔ کہ چندو نے اُسے چھیڑا تھا۔ اُسے دھمکی دی تھی!

انسپکٹر بولا "میں جانتا ہوں چندو کو ـــ میں پکڑوا بھی سکتا ہوں اُسے، مگر تو سوچ لے تیرے پاس کوئی ثبوت تو ہے نہیں۔"

پھر خلاف توقع انسپکٹر کچھ نرم ہوا۔

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"تو کیا اس لڑکی کا بھائی ہے؟"

"نہیں ـــــ"

"کیا بتایا لڑکی کا نام ـ بے بی ـ ہاں تو کیا اس کا Lover ہے؟"

"نہیں ـــ"

"تیری اس سے شادی ہونے والی ہے۔"

"نہیں ـــ"

"تم دونوں کی ایک دوسرے سے ....."

"نہیں ـ نہیں نہیں۔" میں نے بے سر پیر کے سوالوں سے اکتا کر کہا ـ

"پھر کاہے کو بابا لفڑے میں پڑتا ہے۔ پھوکٹ میں چندو کو پکڑواتا ہے۔ چندو ٹھہرا موالی اس کا بال بھی بانکا نہیں ہوگا۔ تو سوچ لے وہ الٹا تیرا جینا حرام کر دے گا۔"

میں چپ ہو گیا ـ واپس آیا، آتے ہوئے میں نے سوچا ـــ اخبار میں خبر دینی چاہیئے خبر ہی نہیں بلکہ پوری اسٹوری۔ نمایاں طور پر اشتہار اور ساتھ ہی پولس کے رویّے پر مراسلے اور چندو کی داداگیری پر اظہار یہ!

جب میں نے یہ تجویز بے بی کے باپ کے سامنے رکھی تو وہ ڈر گیا ـ مجھ سے بولا ـ کیوں اپنا جینا حرام کرتے ہو ـ پولس اور غنڈے ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ یہ بنیادی بات تم کیوں بھول جاتے ہو؟"

"ہم وارڈ ممبر کے پاس چلیں گے۔ وکیل سے مشورہ کریں گے۔ کہاں رہتے ہیں یہ لوگ؟"

"ممبر اور وکیل دونوں چندو کی بائیں جیب میں رہتے ہیں۔"

یہ جواب سن کر میں اکھڑ گیا ـــ

بے بی کی ماں نے کہا ـــ "جو قسمت میں لکھا تھا ہو گیا۔ اب پے پڑ میں دے کر کیا اور بھی بے عزّت کراؤ گے ـ کیا اتنی بے عزتی بس نہیں ہوئی ـ ناک تو ہماری پوری کٹ گئی!"

میں نے دیکھا ـ بات صحیح تھی ـ ناک تھی ہی نہیں جو تھی کٹ گئی تھی اور شُرشُر خون بہہ رہا تھا۔

..... ایک دن میں نے بے بی سے کہا تھا "چندو نے تمہیں دھمکی دی ہے چلو پولس اسٹیشن رپورٹ لکھوانے۔ میں چلتا ہوں تمہارے ساتھ۔"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

مگر وہ مجھ سے خفا تھی۔

"میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ اس بہانے غنڈہ ازم کے خلاف ایک مٹھی تو فضا میں تنے گی۔"

"مٹھی تن کر کیا ہوگا۔ سینہ بھی تو تننا چاہیئے!"

اس نے مجھے لاجواب کر دیا تھا!

"لیکن میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں" کہیں دور سے میرے اندر کوئی بولا تھا۔

"پھر سوچ لو۔ چندو بہت بڑا دادا ہے۔ آکٹوپس کی طرح اس نے پورے معاشرے کو جکڑ لیا ہے۔ تم کیا بات کرتے ہو۔" وہ ہنسی تھی اور مجھ پر گھڑوں پانی پڑ گیا تھا۔ نل کا پانی تو گن گن کر ملتا تھا اور یہاں گھڑے پر گھڑے پانی ہی پانی!

رات جاگرن میں بیت گئی۔

اور کیا ہوا۔ کہ جیسے خواب تھا جو رات دیکھا۔ دوپہر دو بجے بے بی گھر آ گئی۔ ماں باپ ہکا بکا کہ اتنی جلدی کیسے آ گئی۔؟ کہ گئی تھی تو کچھ مدت بعد آتی اور پھر جلد آنا ہی تھا تو گئی ہی کیوں تھی؟ ــــ بے بی کے پیچھے چالی کے بچے بڑے!

"بے بی آ گئی ــ بے بی آ گئی۔" اور بے بی جیسے نیند میں چل رہی تھی ــ سب پوچھ رہے تھے کہاں گئی تھی؟ کیسے گئی؟ ــ کس کے ساتھ گئی ــ؟ پھر کیسے آ گئی؟ کیا سچ مچ آ گئی ــ کیا جیسی تھی ویسی ہی آئی؟ مگر آئی کیسے؟ اس طرح کے پچاسوں سوال ــ منہ بند تھا تو بے بی کا ــ بے بی صوفے پر بیٹھ گئی ــ آنکھیں بند کر کے جیسے میلوں کی مسافت طے کر کے آئی ہو۔

آخر کتنی دیر بعد جب سب پوچھ کر تھک گئے تو اس نے منہ کھولا "میں کہاں ہوں" پھر آنکھیں بھی کھول دیں ــ

"اری کلموہی تو نے پہچانا نہیں ــ میں تیری ماں ــ یہ پاپا۔"

بے بی نے آنکھیں پھر بند کر لیں۔

"ٹھہرو ــ میں کافی لاتی ہوں" ماں نے کہا اور بڑبڑائی ــ "جانے کیا ہو گیا لڑکی کو؟"

میں نے پوچھا "کیا بے بی! کہاں تھی رات بھر؟ ہم نے کتنا ڈھونڈا۔"

"مجھے کچھ معلوم نہیں۔ جب ہوش آیا تو گارڈن میں تھی۔"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

" گارڈن میں ؟ کون سے گارڈن میں ؟ سب نے پوچھا

" ہینگنگ گارڈن میں۔ ہینگنگ گارڈن میں الٹی لٹک رہی تھی میں۔ وہ تو بھلا ہو اس سجن کا جس نے مجھے سیدھا کیا۔"

" مگر ہینگنگ گارڈن تو خود لٹکا ہوا ہے !" سب ہنسے۔

" مگر اُلٹا لٹکا ہے کہ سیدھا ؟" پھر سب ہنسے۔

" تو وہاں پہنچی کیسے ؟"

جواب نہ پاکر لوگ چہ مگوئیاں کرنے لگے۔

دس پندرہ منٹ گزر گئے۔ بے بی کی ماں کو غصہ آرہا تھا کہ کب یہ لوگ جاتے ہیں اور کب اس گھٹن بھری فضا سے نجات ملتی ہے ؟ آخرش سبھی ایک ایک کرکے چلے گئے۔ حتیٰ کہ میں بھی ! بے بی کی ماں نے زور سے دروازہ بند کرلیا۔ کچھ دیر بعد بند دروازے کے اندر دھما دھم کی آوازیں آنے لگیں۔ شاید ماں نے بے بی پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ میں بند دروازے پر کان لگا کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے محسوس کیا کہ چار پانچ سر اور بھی کان لگائے ہوئے ہیں ! میں نے سنا ماں کہہ رہی تھی " اب بول سچ کیا ہے ؟ زمانے بھر کو بے وقوف بنایا۔ اب بول رات بھر کس کے پاس سوئی تھی ؟" ماں نے دانت کچکچا کر پوچھا۔ میرے کان کھڑے ہوئے۔

" بول رات بھر کہاں تھی " ماں نے پوچھا

" ٹیک اِٹ ایزی " باپ بولا

ماں چلائی " تم بیچ میں مت بولو۔ تمہارے اِسی ٹیک اِٹ ایزی نے ہماری ناک کاٹ دی۔ میں نے اس کی اور بہنوں کو بھی تو جنا۔ وہ جوان بھی تو ہوئیں۔ وہ شادی کرکے باعزت رخصت ہوئیں۔ وہ تمام جانتی ہیں کہ ناک کھڑی کیسے رکھی جائے کہ کٹنے سے کیسے بچائی جائے انہوں نے ہماری عزت نہیں نیلام کی محلّے بھر میں اور دِرار تک ! دِرار والے کیا یوں چپ رہیں گے۔ جانتی ہوں میں اس کالی کو۔ بہن ہوئی تو کیا ہوا۔ اسے تو آگ لگانے کے لئے ذرا سی چنگاری چاہیئے۔ سب رشتے داروں میں پھیلا دے گی بات ! چھی چھی ! وہ بھی اس کی بہنیں تھیں شریف زادیاں !"

" ارے شریف تو یہ بھی ہے " باپ بولا۔

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"شریف ــــ ہٹو ــــ نکالتی ہوں سب چربی اس کی۔" پھر دھما دھم کی آوازیں!

"اتنی انگار کیسی ہے تیرے میں حرامزادی۔ نکمٹی۔ تم بیچ میں مت آؤ جی۔ آخر وہ بھی تو تیری بہنیں تھیں۔"

"ہاں! مگر کس زمانے میں تھیں! وہ اشوک کا سنہری دور تھا! تم تاریخ بہت جلد بھول جاتی ہو۔ جب کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے" باپ نے کہا۔

ماں بھی رونے لگی اور بے بی بھی۔

ماں مار کر رونے لگی اور بے بی مار کھا کر۔

باپ بولا "شانی بیٹی۔ سچ سچ بول۔ ہم کیا تیرے دشمن ہیں۔"

"بولتی ہوں۔ مگر آپ لوگ مجھے ماریں گے نہیں نا؟"

"نہیں نہیں ــــ بالکل نہیں ماریں گے تیری پوجا کریں گے ہم لوگ۔ ابھی میں بھگوان کا فوٹو اس طاق سے ہٹاتی ہوں اور وہاں تجھے بٹھاتی ہوں۔"

"ٹیک اِٹ ایزی" باپ نے کہا۔

ــــ اور پھر جب بے بی نے سچ اگلا تو ماں باپ نے ماتھا پیٹ لیا" اوہ پکڑا کسے توبہ توبہ موالی کو۔ وہ چندو۔ جھونپڑا پٹی والے غنڈے کو توبہ توبہ۔ نکمٹی۔ نہ تیرے کالج والا نہ پہچان والا۔ تیرے پیچھے روز آتا تھا اس لئے اور اس لئے بھی کہ تو اس کے آگے چلتی تھی ــــ اری گدھی کچھ شرم وحیا تھی کہ نہیں ــــ رات بھر اس کے پاس سوئی اور صبح ناک کٹا کے یہاں آگئی۔ اب دیکھ دنیا بھر کو یہ مت بول جو پوچھے بول بے ہوش ہو گئی ــــ"

"ماں میں تجھے بھی کہاں بتانے والی تھی تو نے مار دھاڑ کی اس لئے بولنا پڑا۔"

"چپ بدمعاش بند کر منہ" ماں نے گال گچا توڑا ــــ "اب رونے کا سونگ مت کر۔"

دوسرے دن بے بی کے باپ نے آفس کا پھیرا ناغہ کیا۔ اور بولا "ایک عدد ناک ملے گی"

"ہاں ہاں کیوں نہیں ــــ بمبئی میں کیا نہیں ملتا۔" میں نے کہا "کرافورڈ مارکیٹ چلے جاؤ۔ وہاں سستی اور ٹکاؤ ناک آسانی سے مل جائے گی۔"

تبھی بے بی کی ماں چلائی ــــ "خبردار جو ناک خرید کر لائے ــــ یہ کلموہی پھر کٹا کر آجائے گی ــــ"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

میں نے بہت چاہا کہ پولس اسٹیشن جا کر بے بی سے بیان دلواؤں۔ مگر کوئی راضی نہ ہوا۔ سب نے مجھے منع کیا اور سمجھا بجھا کر چلے گئے۔

میں بولا "بے بی ہماری چال کی لڑکی ہے۔ اس کے ساتھ جو حادثہ ہوا۔ اس کے بدلے ہم چندو کو دھوکہ بازی۔ اغواء۔ بلاتکار اور زور زبردستی اور داداگیری کے الزام میں سزا دلوا سکتے ہیں۔ آپ لوگ میرا ساتھ دیجیے۔

سب بولے "ہمیں فرصت نہیں۔ ہم پولس کے لفڑے میں نہیں پڑیں گے۔"

ایک بولا "تم چندو کو نہیں جانتے وہ بلاتکار سے صاف بچ نکلے گا۔ اس نے کتنے بلاتکار کیے اور پکڑا نہیں گیا۔"

میں نے کہا۔ "تو ہم اسے اغوا میں پھنسا لیں گے اگر وہاں بچ گیا تو دھوکہ بازی میں تو پھنس ہی جائے گا۔ غنڈہ ازم پر چوٹ کرنے کا یہ ایک اچھا موقع ہے۔"

مگر کوئی راضی نہ ہوا۔ حتیٰ کہ بے بی کا باپ بھی راضی نہ ہوا۔ سب چلے گئے۔

—— پھر اچانک میں نے اپنے اندر ایک تبدیلی محسوس کی۔ مجھے لگا میں اپنے لباس کے اندر پگھل رہا ہوں۔ پتہ نہیں مجھے کیا سوجھی میں اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ تمام کپڑے اتار دیئے۔ برہنہ ہو گیا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ دھیرے دھیرے میری جنس تبدیل ہو رہی ہے! میرا شک درست تھا۔ تبھی میں نے دروازے پر دستک کی آواز سنی۔ باہر بے بی کا باپ مجھے آواز دے رہا تھا۔ میں نے جھٹ دروازہ کھول دیا۔ پتہ نہیں کیا میرے جی میں آئی کہ اسے فوراً اندر کھینچ لیا۔ دروازہ بند کر لیا۔ وہ لنگی پہنے تھا۔ میں نے اس کی لنگی کھینچ لی وہ کہتا ہی رہ گیا "ارے یہ کیا" مگر میں نہیں رکا اور اسے برہنہ کر دیا۔ میرا شک صحیح تھا وہ اندر دور تک پگھل چکا تھا میں نے اس سے کہا

"تمہاری جنس تو کب کی تبدیل ہو چکی ہے! ہاں تم فقط چوڑیاں پہننا بھول گئے ہو؟"

وہ بولا "کیا کہتے ہو —— کیا کہتے ہو۔"

میں نے کہا —— "صحیح کہتا ہوں اور چوں کہ میری جنس ابھی پوری طرح تبدیل نہیں ہوئی اس لئے میں مردانگی کا ایک فرض نبھانے جا رہا ہوں۔ میں اکیلا ہوں تو کیا ہوا۔"

"تم اکیلے کچھ نہیں کر سکتے بابو —— پولس اور غنڈے آپس میں ملے ہوئے ہیں" بے بی کا باپ چلا کر بولا "اور دیکھو کرافورڈ مارکیٹ ہم ساتھ جائیں گے جو کمی ہے پوری کر لیں

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

گے ! یہ بمبئی ہے یہاں کیا نہیں ملتا ــ دور دور سے لوگ ..... "

مگر میں نے اس کی بات سنی ہی نہیں !

میں تب تک کپڑے پہن چکا تھا۔ بیلٹ سے کمر کس لی تھی۔ سر پر کفن باندھ لیا تھا۔

اب رکنا میرے بس میں نہیں تھا ــ !

میری مٹھیاں ہوا میں تن گئی تھیں اور میں بے تکان بھاگتا چلا جا رہا تھا !

مٹھیاں تو تن گئی ہیں ــ مگر کیا سینہ بھی تنا ہے "مجھے بے بی یاد آئی ! ●●

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

جہاز ڈوب رہا ہے

ہم سب گھوڑے بیچ کر سوئے تھے۔ بڑا اچھا بازار لگا تھا۔ طرح طرح کے گھوڑے آئے تھے۔ بھانت بھانت کے رنگ، قسم قسم کے ڈھنگ اور چال ڈھال والے گھوڑے۔ جاگے تو کب سے سوئے تھے کچھ خبر نہ تھی۔ جاگے تو مکڑیوں نے چاروں طرف جال بُن دیئے تھے۔ تاریخ کی چڑیا محراب سے اڑ گئی تھی۔ جاگے تو کب سے سوئے تھے کچھ خبر نہ تھی۔ کیا امیر، کیا غریب۔ تمام لوگ خوابوں میں گم۔ خدشہ تھا کہ کچھوا آگے نکل جائے گا مگر اسے آگے نکل جانے دیا تھا اگر نہ سوتے تو اتنے حسین خواب کیسے دیکھتے کہ راجا سے رنک کیسے بنتے!۔ مگر جب جاگے تو خبر ملی کہ جہاز ڈوب رہا ہے!

دوسرے دن پھر اخبار آیا جس میں لکھا تھا کہ جہاز ڈوب رہا ہے!

تیسرے دن کا اخبار اور بھی زبردست تھا۔ وہ جہاز ڈوب رہا ہے جس میں ہم سوار ہیں تب کہیں جا کے کھلبلی مچی اور لوگ گیلیز، ڈیک اور کونے کھدروں میں جمع ہونے لگے۔

ہم دور ماضی میں نکل گئے تھے کہ یہ خبر ملی۔ ہم غار میں سو گئے تھے۔ ہمارے سکّے کھوٹے ہو گئے تھے۔ ہم انگد کی طرح ایک جگہ بیٹھ گئے تھے کہ یہ خبر ملی۔

اب کیا ہو گا؟ اب کیا ہو گا؟ کیا ہم ڈوب جائیں گے۔ کیا اتنا بڑا جہاز ڈوب جائے گا۔!

فوجیوں کا زبردست پہرہ!

بندوق کی ٹوہ لیتی نالیاں اور گیلیز میں دوڑتے لوہے کے کیل لگے جوتے!

رات میں ٹی وی پر کیپٹن ــــ "جہاز بھلا کیسے ڈوب سکتا ہے" اس کے داہنے کلّے میں پان "کامن سنس کی بات ہے ہماری سرکار ملک کے دشمنوں کو کڑی سے کڑی سزا دے گی" شفاف چمکدار چہرہ "افواہوں پر کان نہ دھریں گردنوں پر جوئیں نہ رینگنے دیں، ہماری مدد کریں۔ ہم آپ کو ڈوبنے سے بچائیں

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

گے۔ ہم ہیں تو بھلا آپ کیسے ڈوب سکتے ہیں۔"

—— جانے کب سے ہم ڈوب رہے ہیں۔ آج جاکر پتا چلا کہ ڈوب رہے ہیں۔ جہاز کا ڈرائے ڈاک Dry Dack کب ہوا تھا؟

—— جہاز نیچے سے سڑ گیا ہے۔ ٹھیک دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے جہاز کب کا SCRAP میں چلا گیا ہے اور ہمیں پتا بھی نہیں۔

—— کون سا جہاز ڈوب رہا ہے۔ زندگی کا جہاز؟

—— اب ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اب ہم چوڑیاں پہنیں گے اور چپاتیاں بیلیں گے تب ہمارے کان کی بالیاں ہلیں گی۔"

—— پاپڑ بیلنے کے دن گئے۔ چپاتیاں بیلنے کے دن آئے۔ لاؤ پولپاٹ بیلن!

—— اب ہم معذور ہیں لاچار لولے لنگڑے۔ بس میں فرنٹ ڈور سے چڑھنے والے لاغر۔

—— کل لٹیا ڈوب رہی تھی آج جہاز ڈوب رہا ہے۔ اور شطرنج کھیلو!

اخبار بند کر دیئے گئے ہیں۔ وہ اخبار جو پل پل کی خبر دیتے تھے۔ دانش ور جیلوں میں ٹھونس دیئے گئے ہیں۔ وہ دانش ور جو مکھن کی بڑی سی پلیٹ کے چاروں طرف بیٹھ کر لوگوں کی ذہنیت بناتے تھے۔ تمام باغیوں کو قطار اندر قطار کھڑا کر کے گولیوں سے بھون دیا گیا ہے جو چھ مہینے غار میں سوتے تھے اور چھ مہینے سوچ و فکر کرتے تھے کہ جہاز کو کس طرح سنبھال کر رکھا جائے کہ ڈوبنے سے بچایا جائے کہ ایک سوراخ ہی کر دیا جائے!

صبح شام ٹی وی پر کیپٹن کا چہرہ! "جہاز سلامت ہے۔ جہاز کی سلامتی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ زندہ ہیں اور مجھے ایک ذمہ دار محبِّ وطن کی حیثیت سے سن رہے ہیں ..... چاروں طرف امن ہے ....."

—— لائف بوٹ کیا ہوئی؟ ارے کوئی دیکھو لائف بوٹ کیا ہوئی اور کہاں ہیں لائف جیکٹس! کیا ہوگا۔ کیا ہوگا۔

—— جہاز کے ڈوبنے کی خبر سے ہمارے بچے ڈر جاتے ہیں۔

—— میرے بچے کے امتحان کا رزلٹ کہاں ہے۔

—— کون سا بچہ! وہ جو اسکول کے امتحان میں بیٹھا ہے یا وہ جو زندگی کے امتحان میں بیٹھا ہے!

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"سنا تم نے! ارے غضب ہو گیا۔ کیپٹن نہیں ہے۔ کیبن خالی ہے۔ چیف آفیسر بھی نہیں ہے سب بھاگ گئے۔ سب جہاز کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔"

"امید کا دامن مت چھوڑو۔ دیکھو باتھ روم میں ہوں گے!"

"کیسے بھاگے۔ کیا لائف بوٹ لے کر؟ ارے لائف جیکٹس بھی نہیں ہیں۔ اب ہم کیا کریں۔"

"اب آپ جل سمادھی لیں۔ نجات کا بس اب یہی ایک راستہ بچا ہے۔"

"ارے ٹی وی اسکرین دیکھو۔ وہ چہرہ ـــ وہ تو کیپٹن ہے نا؟"

"غلط وہ ڈمی ہے۔ کیپٹن کا ڈمی۔"

ٹی وی اور ریڈیو پر جانا پہچانا چہرہ اور سنی سنائی آواز!

"دیکھا آپ نے۔ ہم نے کیسا سلوک کیا ان ملک دشمنوں کے ساتھ۔ افواہوں پر کان نہ دھریں۔ گردنوں پر جوئیں نہ رینگنے دیں۔ اب آپ بھول جائیں کہ جہاز ڈوب رہا ہے۔ آپ بھولیں گے تبھی ہم آپ کو بچا سکیں گے۔"

اور سچ مچ لوگ بھول گئے! ●●

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ڈاکو طے کریں گے

"سامان باندھ لو۔ گھر نزدیک ہے" کوئی کہتا ہے اور جب کہنے والا نظر نہیں آتا تو میں سرپٹ بھاگتی ٹرین سے ماضی ہوتے مناظر دیکھنے لگتا ہوں ..... میں تو کب سے یہ بھی نہ طے کر پا رہا ہوں کہ ٹرین بھاگ رہی ہے یا بھگائی جا رہی ہے؟ مگر یہ تو فقط ایک ہی سوال ہے۔ اور دوسرے کئی سوال جو سارے کمپارٹمنٹ میں چکر لگا رہے ہیں کہ ہم جا کس سمت میں رہے ہیں کہ یہ بے سمتی آخر کس منزل پر ختم ہوگی۔؟

—— یہ ٹرین کب تک پہنچے گی؟

—— آپ کو کہاں پہنچنا ہے؟

—— کانپور

—— کانپور اور ناگپور میں صرف ایک بالشت کا فاصلہ ہے یہ دیکھئے۔

—— آپ کو کہاں پہنچنا ہے۔ کنڈکٹر کہتا ہے، پوچھتا نہیں۔ کہتا ہے اور ناموں کی لسٹ دیکھنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔

—— ہمیں تو یہ بھی پتہ نہیں کہ ٹرین جا کہاں رہی ہے؟ : شلوار

—— آخر ہم کس ٹرین میں بیٹھے ہیں : پینٹ

—— ٹکٹ دیکھو! شاید ٹکٹ پہ لکھا ہو کہ تمہیں جانا کہاں ہے : دھوتی

—— ٹکٹ پہ بھلا کب صحیح لکھا ہوتا ہے۔ ٹکٹ پہ کچھ لکھا ہوتا ہے آدمی پہنچ کہیں اور جاتا ہے : پینٹ

—— ٹکٹ پہ کچھ لکھا نہیں : دھوتی

—— چلو یہ اچھا ہے۔ یعنی کہ تمہیں کہیں جانا نہیں : کرتا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

—— تو پھر تم سوار کیوں ہوئے : پاجاما

—— کیا تم کسی ریلی میں جا رہے ہو : دھوتی

—— ارے ہاں ! اچھا یاد آیا۔ ریلی والوں سے پوچھ لو۔ کمپارٹمنٹ میں کوئی نہ کوئی ریلی والا ضرور مل جائے گا۔ یہ ٹرین ویسے بھی ریلی والوں کے لیے زیادہ چلتی ہے۔ چلو ریلی والوں کو ڈھونڈیں۔ وہ ہمیں بتا سکیں گے کہ ہم کس سمت کوچ کر رہے ہیں کہ کر بھی رہے ہیں یا نہیں؟ اور کہاں تک جائیں گے کہ جائیں گے بھی یا کہ نہیں؟ اور کب تک پہنچیں گے کہ پہنچیں گے بھی یا کہ نہیں" کوئی جہاں دیدہ کہتا ہے اور اس کے ساتھ چار آدمی اٹھ کر ایک جانب چلے جاتے ہیں۔

چشمہ کتاب پڑھ رہا ہے۔

—— ایکسکیوزمی، کیا اس کتاب میں کہیں لکھا ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں : ساڑی

—— میں وہی تلاش کر رہا ہوں : چشمہ

—— ملے تو مجھے بھی بتانا پلیز : شلوار

"سامان باندھ لو۔ گھر نزدیک ہے" پھر کوئی کہتا ہے۔ وہ کون ہے؟ شاید اسے پتا ہو کہ کون سی منزل آ رہی ہے؟ کس کی منزل آ رہی ہے؟ کیا سبھی یہاں اتر جائیں گے کہ اتریں گے بھی یا کہ نہیں؟ کیا ٹرین یہیں رُک جائے گی کہ رکے گی بھی یا کہ نہیں؟ وہ کون ہے؟ وہ کس کے لیے کہہ رہا ہے کہ سامان باندھ لو —— مگر کوئی نظر نہیں آتا اور جب کوئی نظر نہیں آتا تو میں بھاگتی ٹرین سے ماضی ہوتے مناظر دیکھنے لگتا ہوں، پیچھے کی طرف بھاگتی ہریالیاں اور ٹیلی فون کے تاروں پر بیٹھے پرندے۔ گھاٹیوں سے گزرتی ٹرین اور کالا آسمان ..... وہ شہر گھپ اندھیروں میں گھرا میرا شہر! ماچس ڈھونڈتا ایک ہاتھ۔ اندھیرے میں کوئی چلتا ہے آس پاس جیسے کوئی دوسرا ہاتھ —— میرے ہاتھ سے بچتا ہوا، اپنے آپ میں سمٹا ہوا —— میں فکرمند کہ جب تین ہی لوگ بچے ہیں تو چوتھے کا مردہ کون اٹھائے گا وہ تو یوں ہی گل سڑ جائے گا۔ نہیں نہیں! میں اندھیرے میں سفر نہیں کروں گا۔ میں سارے دروازے اور کھڑکیاں کھول دینا چاہتا ہوں۔ مجھے ہوا کی سخت ضرورت ہے ہوا کی اور روشنی کی!

—— کچھ پتا چلا : دھوتی

—— نہیں : پاجاما

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ـــــ ٹرین ٹھیک چوبیس گھنٹے لیٹ ہے۔ کل کی ٹرین آج لگی ہے : پینٹے

ـــــ آپ نے یہ سر پہ کفن کیوں باندھا ہوا ہے : دھوتی

ـــــ کیا پتا کب کوئی حادثہ پیش آئے۔ ٹرین ٹرین سے بھڑ جائے : تنک والی پیشانی

"سامان باندھ لو۔ گھر نزدیک ہے" کون ؟ کون ؟ اچھا تو یہ سادھو مہاراج ہیں۔ میرے ساتھ دو چار لوگ اور بھی اٹھے اور ہم نے اسے گھیر لیا۔ آنا کانی کی تو دبوچ لیا۔

"بول، کہاں جا رہی ہے یہ ٹرین کہ جا بھی رہی ہے یا نہیں ـــ کس نے طے کی ہے اس کی منزل ـــ کہ طے کی بھی ہے یا نہیں ؟ ہمیں کہاں کا ٹکٹ دیا گیا ہے کہ دیا گیا بھی ہے یا نہیں۔"

کئی سوال مگر سادھو کا ایک ہی جواب "میں نہیں جانتا۔ میں کچھ نہیں جانتا۔"

"یہ جانتا ہے تبھی تو کہتا ہے ـــ سامان باندھ لو۔"

"بول نہیں تو دبا دوں گا گلا۔"

"تجھے کیا ضرورت ہے ہر کسی کے سامان بندھوانے کی۔ سامان کھلا پڑا ہے وہی اچھا ہے۔ کوئی کیا کیا باندھے اور کب تک باندھے ؟"

"کیا تمہیں کوئی سوال پریشان نہیں کرتا۔"

"نہیں ـــ"

"کیوں نہیں ؟ آخر تم جا کہاں رہے ہو ؟"

"کہیں نہیں ـــ چھوڑ دو مجھے"

"مشکل تو ہم لوگوں کی ہے" پینٹ کہتا ہے "جو کہیں جانے کے لیے نکلے، کہیں پہنچنے کے لیے مگر کہیں پہنچ نہیں پا رہے ہیں۔ کب سے نکلے اب تو ٹھیک ٹھیک کچھ یاد بھی نہیں ـــ"

"کیا ڈرائیور یہ جانتا ہے کہ ٹرین کہاں جا رہی ہے" : ایک آواز

تبھی کہتا ہے سونے کی زنجیر والا گلا "ٹھہرو ـــ فکر کیوں کرتے ہو۔ ابھی ڈاکو آئیں گے وہی طے کریں گے کہ ہماری منزل کہاں ہے ؟"

"ڈاکو !!"

"یہ ڈاکو کون ہوتے ہیں جی ہماری منزل طے کرنے والے" : ہیرے کی انگوٹھی والا ہاتھ

"ڈاکو ـــ ڈاکو ہوتے ہیں ـــ وہ ایک طاقت ہوتے ہیں" : کڑے والا ہاتھ

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"وہی لکھیں گے ہمارے نصیب": سونے کی زنجیر والا گلا

"نصیب! اُف خدایا!" کالی ٹوپی۔

"لکھ ہی رہے ہیں۔ باقی کیا بچا ہے!" کالا کوٹ

"کیا ڈرائیور یہ جانتا ہے کہ ٹرین کہاں جا رہی ہے!" پہلا

"یہ کون کانٹے بدل رہا ہے یہ کون سگنل دے رہا ہے!" دوسرا

"ہم سے بنا پوچھے۔ یہ کون ہمیں دوڑائے لیے جا رہا ہے!" تیسرا

"مزا آ رہا ہے نا۔ ایسا ہی ہوتا ہے سفر!" پہلا

"ٹرین والے کیا آپ کے نوکر ہیں کہ بتاتے پھریں کہ آپ کہاں جا رہے ہیں" کنڈکٹر

— دھائیں، دھائیں!

سارے لوگ چپ، صرف ٹرین کی گڑگڑاہٹ!

"چپ چاپ جو کچھ بھی ہے ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ بھون دیئے جاؤ گے:

"دھائیں، دھائیں!!"

"یہ ڈاکو کہاں سے آ گئے۔ ٹرین تو کہیں رکی نہیں۔ پھر یہ ڈاکو کہاں سے آ گئے۔"

"یہ ہمارے ساتھ ہی چلے تھے۔ یہ ہمارے ہم سفر ہیں۔ یہ ہمارے جان و مال کی حفاظت کریں گے۔ یہ کہیں باہر سے نہیں آئے ہیں کیا سمجھے، نہیں سمجھے۔"

"اجی سرکار ہم تو کب سے منتظر تھے کہ آپ آئیں اور ہمیں لوٹ لیں۔ ہماری عزت، دھن دولت ..... ہم تو کب سے منتظر تھے ..... مگر ہماری منزل ضرور طے کر دیں!"

سرپٹ بھاگتی ٹرین سے ماضی ہوتے مناظر۔ ایک ٹوٹا پھوٹا Abondoned گھر گذر گیا، وہ منظر کہ بڑی بڑی کوڑا آنکھیں کہتی ہیں۔ کیا تم جانتے ہو Potassium کو پانی میں ڈال دیا جائے یا Calsium کو ہوا میں چھوڑ دیا جائے تو Silent Combustion ہوتا ہے اور آواز نہیں آتی۔ اسی طرح دل جلتا ہے دل ٹوٹتا ہے اور آواز نہیں آتی۔ آوازیں تو مشینوں سے نکلتی ہیں اور بھونپو سے اور گولیوں سے!

دھیرے دھیرے یادوں کا اُپلا سلگ رہا ہے اور اندھیرا۔ گھپ اندھیرا چاروں سمت پھیلتا جا رہا ہے۔ ماچس ڈھونڈنے والا ہاتھ خاموش ہے۔ ماچس مل بھی گئی تو کیا موم بتی اتنی

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

آسانی سے مل جائے گی!

"دھائیں، دھائیں!!"

"ڈاکو آئے۔ ڈاکو آئے۔"

"سب کچھ ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ بھون دیئے جاؤ گے۔"

"بھوننے کی کیا ضرورت ہے۔ سب کچھ بھُنا بھُنایا ہے جی۔"

کھڑکیوں سے باہر رات گھر آئی ہے۔ ٹرین سرپٹ بھاگ رہی ہے جیسے کوئی اس کے پیچھے چابک لیے پڑا ہو اور دوڑائے جا رہا ہو!

"طے ہو گیا۔ طے ہو گیا۔"

"لیجیے ایک جھٹکے میں طے ہو گیا۔"

"کیا طے ہو گیا؟"

"یہی کہ ہم کہاں جا رہے ہیں کہ جا بھی رہے ہیں یا کہ نہیں، کہ ہماری سمت کون سی ہے کہ ہے بھی یا کہ نہیں!"

"خدا کا شکر ہے": کوٹ

"چلو ان سوالوں سے نجات تو ملی": پینٹ

"خدا ڈاکوؤں کا بھلا کرے!": ٹوپی

"دوستو! ہم پھر وہیں لوٹ رہے ہیں جہاں سے چلے تھے۔ ڈاکوؤں نے بندوق کی نال پر ہماری منزل طے کر دی ہے۔ ہم سب ان کے آبھاری ہیں!" ●●

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

پرندے

ایک پاردھی پرندوں کا پنجرہ لے کر شہر آیا۔ صبح سے شام تک، اس نے شہر کی سڑکیں، گلیاں مارکٹ اور بازار سب چھان مارے۔ مگر کسی نے اس کے پرندے نہیں خریدے۔ وہ بھوک سے پریشان چلا جاتا تھا کہ اسے سڑک پر ایک سفید بزرگ ملے۔

"کیوں رے پاردھی! تیرے پرندے بکے نہیں اب تک؟" بزرگ نے مسکرا کر پوچھا

"نہیں — کل بکیں گے شاید۔ کل بڑا بازار لگے گا" پاردھی مایوس بھی تھا اور پرامید بھی!

"کل تو مجھے ملنا۔ کتنے پرندے ہیں تیرے پنجرے میں؟"

"کل سات ہیں۔"

"تو ساتوں پرندے آزاد کر دے۔ میں تجھے پیسے دوں گا۔"

"نہیں بزرگوار میں نے اتنی محنت سے پکڑے۔ کیا یوں آزاد کر دینے کے لیے۔ نہیں نہیں، آج نہیں بکے تو کیا ہوا — کل تو بک ہی جائیں گے۔ پالنے کی غرض سے کوئی بھی آرام سے خریدے گا انھیں۔

رات گھر آئی۔

پاردھی دھرم شالا میں آگیا۔ کرتے کی جیب سے کچھ دانے نکالے اور پنجرے میں ڈال دیئے۔ پرندے دانہ چگنے لگے۔ دانہ چگ کر وہ رنگ برنگ پرندے پنجرے میں سو گئے۔ پاردھی کو سردی نے آلیا اور وہ اس کے اندر تک حلول کر گئی۔ تب اس نے یہاں وہاں سے کاغذ کے ٹکڑے لکڑی کی کھپچیاں جمع کیں اور آگ تاپنے لگا۔ آگ تاپنے کے بعد بھوک جاگتی ہے یہ اسے پتا نہ تھا اس لئے وہ آگ تاپتا گیا اور بھوک جاگتی گئی! پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے۔ پیٹ میں دوڑنے والے چوہوں کو وہ پکڑ نہ پایا کہ بھون کر کھا سکے۔

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

سامنے پنجرہ پڑا تھا۔!

اس کے جی میں خیال آیا۔ ایک آدھ پرندہ بھون کر کھانا چاہیئے۔ اس خیال کے آتے ہی ایک عجیب سی تھرتھراہٹ اس کے جسم میں جاگی۔ بھوک چمکنے لگی۔ بھوک سے بے تاب وہ کبھی پنجرے کا دروازہ کھولتا۔ کبھی بند کر دیتا۔

وہ پس و پیش میں شش و پنج میں کرتا رہا۔

دوسرے دن!

پاردھی پنجرہ لے کر شہر میں گھوم رہا تھا کہ لب سڑک پھر وہی بزرگ ملے۔

وہی پاردھی! وہی بزرگ! وہی پنجرہ!

"ایک کم ہے!" بزرگ بولے "کس نے خریدا؟" انہوں نے پوچھا

— پاردھی کچھ نہ بول پایا۔

پرندے کے بھنے ہوئے گوشت کا مزا ابھی تک اس کی زبان پر تھا۔

"اب بھی وقت ہے پرندے آزاد کر دے۔"

"نہیں بزرگوار" ٹھہر ٹھہر کر پاردھی نے کہا "نہیں — میں نے اتنی محنت سے پکڑے! آج نہیں تو کل — کل جب اور بھی بڑا بازار لگے گا تب، کوئی بھی پالنے کی غرض سے خرید لے گا انھیں!" ●●

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

زراف

جنگل کاٹ دیے گئے ہیں اور جو بچے ہیں وہ بھی کٹتے جا رہے ہیں۔ تخلیقی اظہار میں جمالیاتی پہلو ہی نہیں رہا۔ درخت اُگاؤ کی جگہ ڈالڈے کے خالی ڈبے میں ایک پلانٹ لگایا ہے وہ بھی منی پلانٹ اور اسے بالکونی میں ٹانگ دیا ہے۔ دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں سوچتے رہتے ہیں کس طرح منی کو سرپلس کریں۔ رشتوں کو کیسے ڈوائڈ کریں۔ پہچان کیسے ملٹی پلائے کریں۔ کیا Cash کریں۔ کیا بچ گیا ہے اور کیا بھاپ بن کر اڑ گیا ہے۔ فلیٹ کا دروازہ بند کرو تو لیچ کھٹ سے لگ جاتا ہے اور جب تک اندر سے گُٹکا سیدھا نہ کرو تو دروازہ کھلتا ہی نہیں۔ دروازہ کھلا رکھو تو لوگ کہتے ہیں " ایسے لوگ تو بھئی چال میں ہی اچھے لگتے ہیں۔"

مٹی گھس رہی ہے۔ نڈاف روئی دھنک رہا ہے "ٹیاؤں ۔ ٹیاؤں ۔ دھن دھن" دھنکی ہوئی روئی سے گاؤ تکیہ بنے گا اور میں ٹیک لگا کر چنتن کروں گا۔ میں کہ بڑا دانش ور! صبح جگانے کے لیے لو برڈ کا ایک جوڑا لایا تھا۔ وہ دونوں ایک ساتھ گاتے تھے۔ مگر سالے نے دُبئی سے لائی وال کلاک کیا تحفے میں دی کہ ہماری صبح ہی بدل گئی۔ لو برڈ کا گیت خواب بن گیا۔ کہانی میں جنگل ہے نہ دیہات ۔ دیہات کے نام پر ایک لینڈ اسکیپ رائٹنگ ٹیبل کے اوپر لٹکا ہے۔ صحیح یا غلط دیہات! جو بھی ہے مگر ہے۔ مجھے صرف اس طرح دیہات سے جوڑا گیا ہے کہ میں اور دوسری جگہ سے کٹ جاؤں! ویسے بھی میں ہوں چوتھے منزلے پر۔ آسمان سے دور اور زمین سے بے گانہ! ـــــ یہی طے نہیں ہے کہ مجھے کیا لکھنا ہے۔ جب میں نے طے کیا تو منظر ہی بدل گیا۔ جب اُنھوں نے طے کیا تو میں نے گاؤ تکیے سے پیٹھ ٹکالی۔ میں کس کے خلاف ہوں؟ کس کی حمایت کرتا ہوں؟ میں کس کی موافقت میں ہوں۔ میرا اظہار کس کے لیے ہے؟ ـــــ جو میرے لیے سچ ہے وہ جھونپڑ پٹی والوں کے لیے جھوٹ! چال (Chawl) میں کتنی رونق تھی ـــــ یہاں آکر میں برف کا تودا بن گیا ہوں۔ ایک آئیس برگ جو اپنے ہی فلیٹ میں تیرتا پھر رہا ہے کہ

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

دروازہ کھلا رکھو تو لوگ ہنستے ہیں۔ مگر میں چال کے کلچر سے نکلا تو فلیٹ کے کلچر میں پھنس گیا ـــــ مجھے دیہات سے کاٹ کر شہر کی زمین میں بویا نہیں گیا۔ مجھے ڈالڈے کے خالی ڈبے میں بالکونی میں لٹکا دیا گیا ہے۔ مجھے کہاں ملا ہے پھلنے پھولنے کا موقع۔ میں برگد نہیں بن پایا ہوں ـــ مجھے بون سائے بنا کر سمٹا دیا گیا ہے۔ سکیڑ دیا گیا ہے۔ میں نے جو چاہا اسے پانے میں ہمیشہ دقتیں پیدا کی گئی ہیں۔ طرح طرح سے روڑے اٹکائے گئے ہیں۔

میں نے محاورے تلاشے، استعارے ڈھونڈے، سمبال تراشے، برسوں بیٹھ کر لفظوں کا انتخاب کیا اور سوچنے لگا اب میں اپنے دل کی بات کہہ سکتا ہوں ـــ میں نے اچھی سے اچھی مٹی کا استعمال کیا اچھے سے اچھے برش اور رنگ یوز کیے۔ مگر وہ تصویر وہ مجسمہ وہ شاہ کار نہ تخلیق کر سکا جو میرے اندر تھا۔ اب بھی ہے۔

بہ ہر کیف کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہے۔ اتنے دنوں سے تخلیق کر رہا ہوں۔ لوگ بات بھلے ہی پیٹھ پیچھے بناتے ہوں مگر سامنے تو عزت کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ لڑتے لڑتے میں اب بے دم سا ہوتا جا رہا ہوں۔ پہلے جوش تھا حوصلے جوان تھے ہار بھی جیت لگتی تھی۔ مگر اب کمزور پڑ گیا ہوں میں کتنے محاذ پر نہتا لڑ سکتا ہوں آخر کب تک؟ میں اکیلا اور وہ اتنے سارے لوگ کیل کانٹوں سے لیس۔ کبھی ٹی وی بھیج رہے ہیں کبھی ریفری جریٹر!

بیوی خوش "آہا۔ دہی جمانے کے لئے ریفری جریٹر ـــ دہی صحت کے لیے اچھا ہوتا ہے دہی کھانے کے لیے تو آپ کو ڈاکٹر نے بھی کہا ہے۔"

مجھے غصہ آیا تو بولی "آپ اپنا دماغ فرج میں کیوں نہیں رکھ دیتے۔"

"چپ رہو ـــ وہ اونچی مچان پر بیٹھے ہیں اور مجھے شکار کر رہے ہیں۔"

"کیوں بھلا آپ میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہیں۔ کہیں یہ بات تو نہیں کہ آپ کی رائٹنگ سے ان کا تختہ پلٹ جائے گا! ـــ اگر یہ بات سچ ہے تو وہ غلطی پر ہیں۔" بیوی ہنستی ہے۔

میں پھر سر جوڑے بیٹھا ہوں۔ کچھ نیا تخلیق ہو۔ کوئی شاہ کار نہیں تو کم سے کم کچھ اور یجنل تخلیق ہو تاکہ اطمینان ہو جائے، سرور ملے، مزا آئے۔ میں اندر سے بھرا بیٹھا ہوں منہ پر تالا لگا ہے چابی جانے کہاں ہے۔ لفظوں نے معنی کھو دیئے ہیں۔

الفاظ منہ پھٹ ہو گئے ہیں۔

میں نے شیر پر کہانی لکھی۔

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ماتھیران گیا تھا۔ تنہائی کی تلاش میں۔ مگر وہاں بھیڑ تھی۔ تنہائی چرانے والوں کی بھیڑ۔۔۔ پھر میں وہاں سے اور آگے نکل گیا۔ دور گھنے جنگلوں میں اور شیر ببر پر کہانی لکھی۔۔۔ تو شیر میرے پیچھے آ کھڑا ہوا۔ میں سرپٹ بھاگتا پھرا۔ شیر میرے تعاقب میں پھر میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جانے کب ہوش آیا تو چڑیا بولی "آپ نے مجھ پر کہانی لکھی مگر وہ تو میری سمجھ میں نہ آئی۔ اس کہانی میں "میں" کہاں ہوں!

بیوی نے کتاب بند کر دی۔ پھر ایک طرف اچھال دی "بور۔۔۔ جانے کیا لکھتے ہیں"۔

اس نے ٹی وی آن کیا اور بیٹھ گئی۔۔۔ پھر مجھ سے بولی "آپ کی کتابوں کو دیمک کھا رہی ہے"۔

"دیمک پر میں نے پورا ناول لکھا ہے" میں مسکرایا

"تم کیا چاہتے ہو۔ پورے گھر کو دیمک لگ جائے"۔

"ہاں لگ جائے میری بلا سے۔ بلکہ میں تو چاہتا ہوں اس معاشرے کو لگ جائے اسٹیبلشمنٹ کو لگ جائے۔ سارا کچھ دیمک چٹ کر جائے"۔

"مجھے بھی"۔

"ہاں تمہیں بھی"۔

"ہے بھگوان۔ تم تو شروع سے یہی چاہتے ہو۔ مگر کان کھول کر سن لو۔ مرنے کے بعد میں چھپل پائی بن کر تمہارا پیچھا کروں گی۔۔۔"

رات میں میں نے اسے منایا تو بولی "ٹی وی ایک پاور فل میڈیا ہے اگر آپ کو لکھنا ہی ہے تو ٹی وی کے لیے لکھیں"۔

میں پھر اندر سے بھر گیا۔ رائٹنگ پیڈ دراز سے نکالا۔ شہر سے دور مضافات میں پہنچا۔ پھر اور آگے۔۔۔ ایک چھوٹا سا گانو! ایک چھوٹا سا گھر۔۔۔ سامنے کالی زرخیز مٹی پڑی تھی۔ پانی کا حوض تھا۔ ایک طرف مٹی کے بنے ہوئے گھڑے، رنجن، صحنکیں پیالیاں پڑی تھیں، دوسری طرف بھٹی لگی تھی اور آگ میں گھڑے اور ہنڈیاں پک رہی تھیں۔ ایک کالا کلوٹا شخص چاک گھمائے جا رہا تھا۔ مٹی کا لوندا چاک پر تھا اور اس شخص کی ٹیڑھی میڑھی انگلیاں اسے ایک شیپ میں تبدیل کر رہی تھیں۔ میں نے سوچا: کیا ایسا نہیں ہوتا ہوگا کہ میں چاہتا ہوں ایک

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

صراحی بناؤں۔ وہ صراحی جو مدّتوں سے میرے اندر ہے۔ اسے باہر لاؤں ــــ مگر میں رنجن بنا لیتا ہوں، گھڑا گڑھ لیتا ہوں۔ میں کیوں نہیں بنا سکتا وہ صراحی؟

کیوں؟ آخر کیوں؟ وہ کون سا ہاتھ ہے جو مجھے روکتا ہے۔ مجھے اپنے دل کی کرنے نہیں دیتا!

میں صراحی بناتا تو باپ کہتا ــــ "سو گھڑوں کا آرڈر ہے۔ بناؤ۔"

میں انکار کرتا ــــ تو وہ مجھے گھڑکی دیتا "پیٹ بڑا ہے ــــ دل چھوٹا۔"

میں سوچتا پیٹ سے بڑی تو آتما ہے اور آتما کی خوشی ساری زندگی کی خوشی ہے۔

پھر میں نے پایا کہ میں اپنے اندرون میں جھانک سکتا ہوں۔ میں نے جھانکا جیسے گہرے کنویں میں جھانک رہا ہوں۔ دھیرے دھیرے میری آنکھیں اندر کا منظر دیکھ سکیں۔ میں نے دیکھی ایک صراحی! اس پر کی گئی نقاشی! ابھی تک کسی نے نہ دیکھی ہوگی ایسی صراحی میں دیکھ رہا تھا۔ پھر میں نے چاک کو گردش دی اور صراحی بنانے لگا۔ مگر وہ لوگ آئے اور بولے "یہ نہیں چلے گا۔ بالکل نہیں۔ اندر کی صراحی نہیں چلے گی۔ جو باہر ہے وہ بنا۔ حتّا کہ میرا ٹیٹوا ہی انھوں نے دبا دیا کہ ایک سانس اوپر تو ایک نیچے ــــ میں نے بڑی مشکل سے گلو خلاصی کی تو سب نے مجھے بہت سمجھایا "تجھے کیا پڑی ہے۔ تو کون بڑا مہا پرش ہو گیا اپنے جامے میں رہ کر کام کر۔"

پھر بہت دنوں تک میں نے اپنے اندرون میں نہیں جھانکا۔ دراصل میں ڈر گیا۔ میرے اندر کی گوریّا ڈر گئی ــــ میں اسے پچکارتا رہا۔ پھر ایک دن میلے میں گیا وہاں ایک عورت گودنا گود رہی تھی ــــ کہیں مور، کہیں سورج، کہیں ترشول، کہیں نام، کہیں کنول تو کہیں ہنومان لوگ اپنا اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا رہے تھے۔ میں نے اسے بہت سارے روپے دیئے اور اپنے گھر لے آیا۔ بیوی کو تیار کیا منایا۔ اُسے برہنہ کر دیا اور گودنے والی عورت سے کہا "اس کی جانگھ پر گوریّا گودو۔" وہ عورت ٹکر ٹکر مجھے دیکھنے لگی۔ تب میں نے اسے اور پیسے دیئے اور زور دے کر کہا "گودو" عورت ڈر گئی اور بیوی کی جانگھ پر تیل لگایا۔ میں نے کہا "گوریا گودو۔ اُڑتی ہوئی۔ مست فضاؤں میں نڈر گوریا۔ سہمی ہوئی نہیں، پنکھ پسارے آزاد سانسیں لیتی ہوئی گوریا۔ زخمی نہیں، تندرست گوریّا ــــ گودو۔"

ــــ وہ گودنے لگی۔ دھیرے دھیرے۔ ہاں ایسے، ہاں یوں، ہاں اس طرح ــــ بیوی سسکتی رہی۔ جب گوریّا مکمل ہو گئی تو میں نے اطمینان کا سانس لیا اور خود اعتمادی سے بھر گیا۔

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

پھر میں نے چاک گھمایا۔ دراز سے پیڈ نکالا۔ کینواس ایزل پر لگایا۔ اندر جھانکا اندر دھوپ پھیلی تھی کہ چاندنی تھی ـــــ وہ صراحی اندر تھی۔ نقش و نگار چمک رہے تھے۔ سبک، خوب صورت صراحی!

میں نقطۂ عروج پر تھا۔ ہونٹ لرز رہے تھے، بدن کانپ رہا تھا، چاک گردش میں سینہ دھونکنی سا چلتا تھا۔ گوریّا پر پھیلائے اڑ رہی تھی۔ موتی جیسے الفاظ پیڈ پر ابدیت پا رہے تھے۔ کینواس پر صراحی ابھر رہی تھی۔ اپنے خدوخال، اپنے رنگ ڈھنگ میں! میں نے زبان کے نیچے تانبے کا گول سکّہ رکھ لیا تھا۔ صراحی تخلیق ہوئی۔ اندرون سے موازنہ کیا پھر توڑ دی۔ بنائی ـــ بناتا رہا ـــ توڑتا رہا۔ شام ہوگئی ـــــ آخرش من چاہی صراحی بن ہی گئی۔ پوری طرح سے اندر کی صراحی باہر تھی۔ میں پھولا نہ سمایا۔ مجھے اطمینان ہوا، انزال ہوا،

مگر جب صبح جاگا تو صراحی ٹکڑے ٹکڑے بکھیر دی گئی تھی۔

"مشکل ہے اس صراحی کو باہر لانا مشکل ہے میرے دوست کیوں کہ اب Miracle نہیں ہوتے۔ تمام جزیرے دریافت کر لیے گئے ہیں۔"

"نہیں، ہے ایک جزیرہ ایسا، جو ابھی تک دریافت نہیں کیا گیا ہے، ہے ایک جزیرہ ایسا۔"

تبھی خبر آئی ـــ مجھے اُنھوں نے عظیم مان لیا ہے اور کیسۂ زر لے کر آ رہے ہیں ـــ میں سب سے بڑا ـــ میں سب سے اچھا۔ میں سب سے اونچا۔ میں سب سے عظیم!

مگر ابھی کہاں! اندر کی صراحی ابھی باہر کہاں آئی۔

مبارک باد دینے کے لیے دروازے پر بھیڑ کھڑی ہے۔

میں پین کی نب توڑ دیتا ہوں!

وہ مجھے ہائی سوسائٹی میں کھینچ لے گئے۔ اور مجھے پوری طرح سے پینگو بنا دیا۔ چاروں طرف برف ہی برف تھی ـــ اور میں آئیس برگ کی طرح کبھی یہاں کبھی وہاں بھٹکتا پھر رہا تھا۔

بہت دنوں بعد مجھے لگا کہ میرا اندرون مجھے پکار رہا ہے۔ میں نے اندر جھانکا۔ جالے تنے تھے۔ بہت دنوں سے اندر صفائی نہیں کی گئی تھی۔ اندر سانپ اور بچھو کلبلا رہے تھے ـــــ میں اپنے اندر جانے کب سے Absent تھا! اور میرے نہ ہونے کی وجہ سے یہ زہر پیدا ہوا تھا میں بانس میں جھاڑو باندھ کر اندر اتر گیا۔ صراحی کو آہستہ سے صاف کیا، چوما، چھوا۔ اب وہ چمک

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

رہی تھی۔ اپنی تمام کرشماتی اور غیبی چکا چوندھ کے ساتھ۔

لگا میں اندر سے پھر بھرتا جا رہا ہوں۔ میں نے تانبے کا پیسا زبان کے نیچے رکھا اور اس GoGo لڑکی کو پاس بلایا جو واکولا برج کے نکڑ سے گزرتے ہوئے مجھے دیکھ کر شک شک کرتی رہتی ہے ــــ مقفل بدن والی لڑکی کی برہنگی کو میں گوندھنا چاہتا تھا۔ مگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جانگھ پر گوریا گدی ہے۔ میں بے تحاشا اسے سہلانے چومنے لگا۔ بہت دیر بعد جب ہوش آیا تو گوریا کہیں نہ تھی اور اس کی جانگھ میں نے کاٹ کھائی تھی ــــ لڑکی بلبلائی اور دروازے کی طرف بھاگی ــــ میں نے اسے جانے دیا۔ باتھ روم میں گیا۔ شاور کھول دیا۔ صابن لی اور نالیوں کے ذریعہ بہہ گیا۔

میں جانتا تھا یہ تمام ان کے حربے تھے۔ وہ مجھے ہر طرح سے ناکارہ بنا دینا چاہتے تھے۔ وہ مجھے پے در پے مات دے رہے تھے۔ میں درباری ہو گیا تھا۔ قصیدے پڑھنے والا درباری۔ سب جیسے بوسونگھتے پھرتے تھے۔

میں بالکونی میں کھڑا ہو گیا ــــ بالکل سامنے جھونپڑا پٹی تھی ــــ پاخانہ کرتے لوگ، ننگ دھڑنگ بچے، پانی کے نل پر سر پھٹول، گندی گالیاں ــــ کل ہی کی تو بات ہے میرا لڑکا سنیما کا آخری شو دیکھ کر لوٹ رہا تھا کہ جھونپڑا پٹی کے موالیوں نے اس کی گھڑی چھین لی۔

میں نے پولس میں رپورٹ نہیں لکھوائی۔ کیوں کہ میں نے جھونپڑا پٹی والوں پر ایک کتاب لکھی تھی جو ناقد کو بھی پسند آئی تھی اور قاری بھی! اور یہ ایک عجوبہ ہی تھا ورنہ ندی کے دو کنارے کبھی ملے ہیں! اس لیے ایسی کوئی بھی حرکت اب میں ان کے خلاف نہیں کرنا چاہتا تھا جو اس کتاب کی سچائی پر کلنک لگاتی ہو!

میرے آس پاس کے لوگ چاہتے ہیں کہ کسی طرح یہ جھونپڑ پٹی اٹھ جائے تو کٹ کٹ دور ہو انھوں نے ایک درخواست بھی لکھ ڈالی ہے اور سب کے دستخط بھی کروالیے ہیں۔

میں جھونپڑ پٹی کا حمایتی اکیلا اس مورچہ پر لڑ رہا ہوں۔ لڑ کیا رہا ہوں ــــ لڑنے کی سکت بھی اب مجھ میں کہاں رہ گئی ہے ــــ میں تو بس اڑیل گھوڑے کی طرح ضدی ہو گیا ہوں اور بس۔

"کیا آپ کو نہیں لگتا کہ آپ کی بالکونی کا ویو (view) اسپائل (spoil) ہو رہا ہے جس کے لیے آپنے زیادہ Pay کیا ہے؟"

"ارے بالکونی کے ویو کی کیا بات کرتے ہو۔ یہاں زندگی اسپائل ہو رہی ہے۔"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"آپ کیسی باتیں کرتے ہیں مسٹر رائٹر۔"

"رائٹر نہیں لیڈر کہو۔ چندہ وصولتے ہوں گے جھونپڑپٹی والوں سے اور کیا۔ ورنہ یوں طرف داری نہ کرتے۔"

"مائنڈ یور ٹنگ مسٹر جوشی"

"کیا آپ کو نہیں لگتا کہ آپ سفر کر رہے ہیں۔ کل آپ کے لڑکے کی گھڑی چھین لی وہ تو اچھا ہوا کہ اور کچھ نہ کیا۔ ورنہ کیا بھروسا موالیوں کا۔ آپ نے رپورٹ لکھوائی؟"

"بالکونی میں جاؤ تو یہاں وہاں سنڈاس کرتے لوگ دیکھو۔ نل پر پانی کے لیے جھگڑا۔ پانی کا پائپ کریک کر دیتے ہیں۔"

"مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ انھیں سنڈاس بنا کر نہیں دیا گیا۔ ان کے لیے پانی کا ٹھیک سے بندوبست نہیں کیا گیا۔"

"تو کیا یہ ہمارا کام ہے۔ ہم کیوں سفر ہوں بلاوجہ۔ ہم پے کرتے ہیں۔ پانی کے لیے بالکونی کے لیے۔ کیوں بھئی۔"

"ہاں ہاں۔ ہم کیوں سفر کریں۔"

"اب ہمیں جھونپڑپٹی کو سنجیدگی سے قبول کرنا ہی پڑے گا ایک Reality کی طرح۔ وہ جھونپڑپٹی میں رہتے ہیں کیوں کہ ان کے پاس فلیٹ خریدنے کے لیے پیسا نہیں ہے۔"

"سو دھاٹ"

"لاجک مت بھگاریئے۔ اگر بگھارنا ہی ہے تو دال بگھاریئے" مسز جوشی مسکرا کر بولیں

"مگر آپ کے دل میں جھونپڑپٹی والوں کے لیے نرم گوشے ہیں۔"

"سو دھاٹ۔ سو دھاٹ۔ کیا وہ انسان نہیں اور میرے دل میں کس کے لیے نرم گوشے ہیں اس سے آپ کو کیا؟"

"ہونھ۔ دی آر امیجیٹ سفرر۔ گھر میں مچھر۔ بدبو۔ جھگڑا۔ ہم کو بالکونی کے لیے دیئے ہوئے ایکسٹرا پیسے وصولنے ہیں۔"

"جھونپڑپٹی والے سالے پکّے چور ہیں۔ انھیں یہاں سے بھگانا چاہیئے۔"

"مائینڈ یور ٹنگ مسٹر جوشی۔"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

میں اگر وہاں رکتا تو ہاتھا پائی کی نوبت آجاتی اس لیے اپنے فلیٹ میں چلا آیا۔

"کیا ہوا جی ـــ کیا نتیجہ نکلا"

"میٹنگ کیا کسی حل یا نتیجے کے لیے ہوتی ہے"

"پھر بھی کیا ہوا!"

"سب اپنی اپنی ہانک رہے ہیں۔ جھونپڑپٹی والوں کے خلاف مہم چلائیں گے کہتے ہیں سگنیچر کرو۔"

"تو آپ کر دو نا سگنیچر"

"میں کیوں کروں ـــ میں نہیں کروں گا سگنیچر"

مجھے یاد آتا ہے بہت پہلے بحث میں ایک سوال اٹھا تھا "کیا ادیب کو اسٹار ویلیو دینی چاہیئے؟" اور میں نے کہا تھا نہیں ـــ کیوں کہ ادیب جیسے جیسے اسٹار ویلیو پاتا ہے ویسے ویسے وہ کمزور پڑتا جاتا ہے۔ یہ صرف ادیب کے ہی نہیں ادب کے بھی بھرشٹ ہونے کا عمل ہے معاشرے کے بھی بھرشٹ ہونے کا عمل ہے، ایک ایک لفظ مجھے یاد آتا ہے۔

پھر میں کیوں اس راہ پر چل پڑا۔ کیوں محصور ہو گیا۔ میری ہر کتاب بیسٹ سیلر کیوں ہے۔ میں فلیٹ میں بیٹھ کر جھونپڑپٹی پر لکھتا ہوں اور راتوں رات اسٹار ویلیو پا جاتا ہوں ـــ جب کہ یہ دھوکہ ہے۔ میں، میں یہاں کیا کر رہا ہوں!

فلیٹ میں رہ کر مجھے کچھ باتوں کا عادی بنا دیا گیا ہے۔ بند غسل خانے میں ٹھنڈے گرم شاور کے نیچے نہانے کا لطف! گھر ہی گھر میں پاخانہ!ـــ لیکن بلاک کا دروازہ بند تو دل کا دروازہ بھی بند!ـــ مگر میں جھونپڑپٹی والوں سے نفرت نہیں کر سکتا۔ کبھی نہ کر سکوں گا۔

میرے اندر کوئی کہتا ہے "یہ کیا بات ہوئی۔ ایک طرف تو تم فلیٹ کے عادی ہو گئے اور دوسری طرف ..... یہ بلاک تم نے خریدا۔ کالا پیسا دے کر تم نے کالا پیسا جنریٹ کرنے والے پہیے کو تقویت پہنچائی۔ کر دو دستخط"

بیوی اصرار کرنے لگی "آپ دستخط کر دیجیے نا۔ کیوں اپنا محول اڑاتے ہیں"

میں نے کہا "ان لوگوں نے اکونومیکل کنڈی شن ایک جھپکا دکھا کر بنائی اور اس کنڈی شن کی بلی چڑھی یہ جھونپڑپٹی"

بیوی نے کہا "مگر اس رکیٹ میں کیا آپ شامل نہیں۔ کیا آپ نے بلیک کے پیسے نہیں

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

دیئے۔"

"اس طرح تو ہم نے جھونپڑپٹی والوں کو اور دس سال پیچھے دھکیل دیا۔ میں کہتا ہوں یہاں جمہوریت ٹوٹل فیل ہو چکی ہے۔"

میں شرمندہ تھا اب بالکونی میں کھڑا ہی نہیں ہوتا تھا۔ میں مجرم تھا۔ بیوی اور لڑکا سمجھے کہ مجھے بھی اب جھونپڑپٹی سے آتی بدبو سے نفرت ہو گئی ہے!

آخرش میرے آگے وہ کاغذ کا پلندہ دھر دیا گیا۔ پین ہاتھ میں پکڑا دیا گیا۔

اور میں نے دستخط کر دیئے۔

لو میں نے یہ آخری دروازہ بھی اپنے آپ پر بند کر لیا۔

میں نے سوچا: مضافات میں ایک خاص کوٹے سے جو زمین کا ایک ٹکڑا مجھے دیا گیا ہے وہاں ایک جھونپڑی بنا کر رہوں!

بیوی بھی خوش تھی اور لڑکا بھی کہ میں ان سب میں شامل ہو گیا تھا۔ میز کی دراز سے میں نے جھونپڑپٹی پر لکھی اپنی کتاب نکالی اور اسے پھاڑ ڈالا۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ میں بے ایمان گھوشت ہو چکا تھا۔ میں نے اپنے اندر جھانکا۔

صراحی اسی آب و تاب کے ساتھ چمک رہی تھی۔

کاش! میں اسے صحیح سلامت باہر نکال سکتا!

مگر میں کنفیوژ کر دیا گیا ہوں۔

میں نے الماری کھولی اور آدرش کی دیوی کو باہر نکالا، پیار کیا اور پلنگ پر جا لیٹا۔

تبھی بیوی اندر داخل ہوئی۔ میری بغل سے آدرش کی دیوی کو کھینچا اور نوچ نوچ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اس کا خون پی لیا۔ اسے بالکونی سے باہر پھینک دیا۔

میں نے کہا "تمہارا دل اب ٹھنڈا ہوا"

وہ بولی "آپ کس کے خلاف لکھیں گے اور کس کی حمایت کریں گے۔ سب اپنے ہیں اور کوئی بھی اپنا نہیں۔ آپ اسٹبلشمنٹ کے خلاف لکھتے ہیں اور ان کے ساتھ رات میں دارو پیتے ہیں ڈنر کھاتے ہیں۔ جھونپڑپٹی والوں پر لکھتے ہیں مگر کیا وہ کہانیاں ان تک پہنچتی ہیں؟ الٹے وہ لڑکے کی گھڑی چھین لیتے ہیں۔ آپ جب جھونپڑپٹی کی حمایت کرتے ہیں تو فلیٹ میں کیا کر رہے ہیں۔ کہاں stand کرتے ہیں آپ۔ بتایئے۔"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

میں نے کہا " دراصل ہم صراحی نکالنے جاتے ہیں اور رنجوں اور صحنکوں کی بھیڑ میں کھو جاتے ہیں۔"

مجھے اس صراحی پر غصہ آیا جو مجھے للچاتی رہتی ہے اور جسے میں نکال بھی نہیں پاتا۔ ویسے دیکھا جائے تو اس صراحی نے مجھے کہیں کا نہ رکھا ــــ اب میں اپنے اندرون میں نہیں جھانکوں گا جس طرح ہونٹ سی لیے۔ اسی طرح اندر کا دروازہ بھی مقفل کر دوں گا۔

میں نے سوچا میرے ساتھ حالات موافق نہیں۔ فضا سازگار نہیں ــــ یا میں ہار چکا ہوں میں نہیں نکال پایا اس صراحی کو باہر تو کوئی اور نکال لے گا۔ کیا ہمیشہ حالات یوں ہی رہیں گے؟

میں نے پھر آدرش پال لیے۔

بیوی کافی بنانے کچن میں گئی ــــ میں نے دیکھا اس نے رات اتاری ہوئی انگیا پہنی نہیں تھی اور ہولے ہولے چلتے ہوئے باریک تلم نائیٹی کے اندر اس کے پستان ٹوٹو ہل رہے تھے!

ایک دوست نے ٹیلی فون پر کہا ــــ " میرے اندر ایک صراحی ہے اور اسے باہر لانا چاہتا ہوں ــــ"

میں مسکرایا ــــ ایک زراف کی طرح ــــ زراف کہ گردن لمبی ہونے کی وجہ سے نیچے کی طرف اُگی ہری پتیاں نہیں کھا سکتا اور چوٹیوں پر اُگا سبزہ ختم ہو چکا ہے ــــ! ●●

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ذرا ایک تکیہ اور دینا

اچانک سر کو جھٹکا لگا اور آنکھ کھل گئی ــــ تکیہ اپنی جگہ پر نہیں تھا اور بھی بہت کچھ ایسا تھا جو جگہ پر نہیں تھا ــ وہ خود بھی کہاں تھا جگہ پر ــــ وہ پلنگ کی پٹی پر سر رکھے سو گیا تھا۔

بیوی نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ معمولات میں فرق پڑا تھا۔

اسے پیشاب محسوس ہوا۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ وہ اٹھا اور دیوار ٹٹولتا ہوا باتھ روم کی طرف چلا۔ چلا کیا سوئے ہوؤں کو اُلانگھ کر ذرا آگے بڑھا تو باتھ روم کا دروازہ !

اس نے سوچا : بیوی کو آواز دے کر یہیں بلالے ! ــــ مگر غسل خانہ پرانے گیلے کپڑوں سے اٹا پڑا تھا اور نہ جانے کیسی گیلی بھیگی بو ناک میں بھر گئی تھی ــــ تبھی ایڑی میں کچھ لجلجا سا لگا اور کانٹوں بھرا احساس بدن میں کوندا بن کر لپکا تو وہ خود پلنگ پر آگیا۔ آیا کیا سوئے ہوؤں کو اُلانگھ کر ذرا بڑھا تو پلنگ تک پہنچ گیا۔

وہ اٹھا..... چرر..... پلنگ چرآیا۔

بیوی نے نظریں چھت سے ہٹا کر اس کی جانب کیں۔ اس نے پاس بلایا تو لیٹے ہی لیٹے اس کے قریب آگئی۔ مگر پھر بھی دور تھی کہ وہ پلنگ پر تھا اور بیوی نیچے۔ وہ کہنا تو کچھ اور چاہتا تھا۔ مگر کہہ دیا ــــ "پانی !"

بیوی اٹھی، گہری نظروں سے اُسے گھورتی ــــ "کیا سچ مچ تمہیں پانی چاہیئے ؟" ــــ وہ پانی لانے چلی گئی۔

پانی لانے کہاں گئی۔ بس لیٹے لیٹے ہاتھ بڑھایا۔ لیٹے لیٹے پانی نکالا۔ لیٹے لیٹے گھڑے کا ڈھکنا اٹھایا ــــ اور پانی حاضر !

گھر ــــ کتنا چھوٹا ہے یہ گھر ــ کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ بیٹھے بیٹھے گھوم جاؤ ــــ پانی ! بیٹھے بیٹھے ذرا سرک لو تو نہانی کے اندر پہنچ جاؤ گے ۔ لیٹے لیٹے لڑھک جاؤ تو کتابوں کے طاق سے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کتابیں نکال لو۔ گھر، کیسا ہے یہ گھر!

ماں اور بہن ساکت و جامد! صرف ہلکے خراٹے جب کہ نہ ماں نے کروٹ بدلی تھی اور نہ بہن نے۔

سب سے پہلے اس نے باپ کی تصویر کو الٹا کر دیا۔ جو اندھیرے میں بھی اسے گھور رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو۔۔۔ "یہ نہ کرو۔۔۔ وہ نہ کرو۔"

اس نے پلٹا کھایا اور اوندھا لیٹ گیا۔ پھر ایک ہاتھ ڈھیلا چھوڑ دیا اور پلنگ کی پٹی سے نیچے گرا دیا۔ ہاتھ جھولتا رہا اور شانے تک چیونٹیاں سی رینگ آئیں۔ مگر وہ طے نہ کر پایا کہ چیونٹیوں کا رنگ کالا ہے یا لال؟

کوئی اس کے اندر بولا: "پلنگ چرمرائے گا اُوپر مت بُلا"

۔۔۔ تب وہ بے آواز نیچے اترا۔ اندھیرا اور بھی گہرا ہو گیا!

"ذرا سنبھل کر۔۔۔" اس کے اندر پھر کوئی بولا۔

اسے بڑا تعجب ہوا کہ معمول کے خلاف یہ کون اس کے اندر بول رہا ہے۔ یہ وہ تو نہیں جو بار بار اسے شرمندہ کر دیتا ہے۔ یہ وہ بھی نہیں جو کنویں میں لٹکا دیتا ہے؟ پھر یہ کون ہے؟ وہ خود بھی نہیں کہ کسی بھی وقت ماں اور بہن کے جاگ سکنے کا اندیشہ رکھتا ہے۔۔۔ پھر یہ کون ہے؟

وہ اس وقت اور زیادہ بوکھلا گیا جب یہ بات اس کے ذہن میں آئی کہ آج فلم کا لاسٹ شو جاتے وقت بہن نے بیوی کی نئی ساڑی پہنی تھی اور بہن کی ساڑی بیوی نے لپیٹی تھی.... ! تو کیا بیوی اور بہن نے اپنی اپنی ساڑیاں تبدیل کی ہیں؟

آس پڑوس کے لوگ پچھلے دنوں پچاس ساٹھ ہزار کے مضافات میں چلے گئے تھے اور وہاں انہوں نے کھلی فضا میں اچھے کمرے خرید لیے تھے۔۔۔ اسے بھی کہا گیا تھا مگر وہ اتنے سارے پیسے کہاں سے لائے؟ بیوی نے کہا تھا کہ اور لوگوں نے بھی تو خرید لیے ہیں کمرے! وہ بھی تو ہماری ہی طرح کے لوگ ہیں!

تب وہ بہت دیر تک سوچتا رہا تھا۔ کہ کیا سچ مچ وہ لوگ میری طرح ہیں؟

اس نے اپنی کچھ چیزیں Cash کرائی تھیں اور پہنچا تھا کمرہ خریدنے مضافات! مگر پتہ چلا کہ کمرے مہنگے ہو گئے۔۔۔ اس کے بعد وہ واپس لوٹا اور پھر کچھ Cash کرایا اور پہنچا۔۔۔ مگر لگا جیسے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کرہ اسے ملے گا نہیں! جیسے یہ طے تھا کہ جتنے روپے اس کے پاس ہوں، کرے کے دام اس سے دوگنے بڑھ جائیں!

ماں نے ایک مرتبہ اسے بتایا تھا کہ اس کے پردادا جان کے پاس ایک جن تھا۔ پتا نہیں اب وہ کہاں ہے؟ اگر وہ ہوتا تو گانو کا چار چھے کمروں والا پشتینی مکان اس کی پیٹھ پر اٹھا کر لاتے اور جہاں چاہتے رکھ دیتے، رہتے آرام سے!

ایک چھوٹی سی ہوک سی اس کے سینے میں اٹھتی اور لگتا ــــ پار دھی دور کہیں ایک چھوٹی سی گوریّا کا گلا گھونٹ رہا ہے ــ اور وہ چیخ بھی نہیں سکتی ہے!

"اب تم کیا کروگے؟"

جب پھر کوئی اس کے اندر بولا تو اس نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور خود سمجھنے سوچنے کی قوت یکجا کرنے لگا ــــ وہ الٹے پانو پلنگ پر آنے کی سوچ ہی رہا تھا کہ اندر پھر کوئی بولا ــــ

"بزدل کہیں کے!"

اُسے چرکا لگا مگر سنبھل گیا۔ پتا نہیں کون اس کے اندر حلول کر گیا ہے اور اسے الٹے سیدھے آزما رہا ہے ــ اس کے اندر چپیدگی کا پھر ایک جھکڑ چلا۔

وہ ناچار ایک اندازے سے کسی جسم کے بغل میں جا لیٹا۔ اسے محسوس ہوا ابھی ابھی کوئی ہیولا سا کسی ایک بدن کے بغل سے اٹھ کر سیدھے اس کے پلنگ پر جا کر لڑھک گیا ہے ــــ وہ تھرتھرا گیا۔

"یہ کون ہے؟ کیا میں وہی ہوں جو بستر سے اُٹھ کر آیا تھا کہ یہ میرا سایہ ہے؟" اس نے ذہن پر زور دیا۔ "اگر یہ میرا سایہ نہیں تو پھر کس کا ہے؟ کہ اس کے اندر پھر کوئی بولا:

"Have you checked your shadow today?"

اُف خُدایا! تو پھر وہ بات صحیح تھی ــ کہ بلّی صرف جن کا ہی روپ نہیں دھارتی بلکہ وہ کسی بھی روپ میں بدل سکتی ہے مگر.... بیچ میں مگر آن پڑا تھا۔ سالم نگلنے پر تیار ــ وہ کچھ بھی نہ طے کر پانے کی حالت میں تھا۔ بدن کا سگریٹ خون جلا رہا تھا۔ اور ذہن بس چیخنا ہی چاہتا تھا۔

کبھی کبھی وہ سوچتا ــ اپنی اس کہانی کا خاتمہ کہاں ہوگا؟ یہ ناداری یہ محرومی کیا کبھی ختم ہوگی ــ اسے لگتا یہ شہر ایک پنجرہ ہے اور اس میں روٹی پھنسی ہے، اور وہ خود ایک چوہا ــــ جانے کون سی بلّی سے بھاگ کر وہ روٹی کے لالچ میں پنجرہ میں آن پھنسا ہے۔ پنجرے کے باہر بلّی

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

بیٹھی ہے اور پنجرے کے اندر وہ پھنس گیا ہے! وہ پھر ایک سگریٹ جلاتا تھا وہ پھر ایک سگریٹ بجھاتا تھا!

دل کی زوردار دھک دھک کے ساتھ وہ اب جس بدن کے بغل میں لیٹا ہے وہ بدن پھُس پھُسایا: "تم دھیرے دھیرے جانے کہاں کھوتے جارہے ہو"

بس پھُس پھُساہٹ ختم ہونے کی دیر تھی کہ کہیں کھڑکا ہوا۔ اسے لگا کہ دل اب دھڑکنا بھول جائے گا۔ پلنگ کے نیچے سے ہوتا ہوا دوسری طرف آہستگی سے اُٹھ کر پلنگ کی پٹی پر بیٹھ گیا پھر پلنگ پر لڑھک گیا۔

جی چاہا اپنا سر دیوار سے ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش کرلے۔

کھڑکا کہاں ہوا تھا؟

ماں اٹھی تھی۔

کیا سچ مچ ماں اٹھی تھی؟ یا بغل کے کمرے میں کچھ بجا تھا۔ یا کچھ گرا تھا، اس کے اندر یا باہر۔ یا کہ وہ بلّی ہی کسی اور روپ میں اس کے اندر حلول کر گئی تھی۔

"مسز اکبر کہہ رہی تھیں کہ تمہارے مسٹر کی شکل بالکل تمہاری طرح ہے اور آپ لوگ یہ کہ میاں بیوی سے زیادہ بھائی بہن نظر آتے ہیں۔" بیوی نے کہا تھا۔

"میں نے بھی پڑھا تھا، نہیں پڑھا نہیں تھا۔ ایک ہمارا فیملی ڈاکٹر تھا وہ میرا دوست تھا۔ وہ تھا تو ابا کا دوست مگر میرا دوست ہوگیا تھا۔"

"اس نے کیا کہا تھا؟"

"یہی کہ ایک مدت بعد میاں بیوی بھائی بہن ہو جاتے ہیں۔"

"چھی۔ کچھ بھی کہتے ہیں آپ تو۔"

"مطلب ایک دوسرے کو سمجھتے بوجھتے برتتے ہوئے ان کے اندر کے مسلس (Muscles) اور ٹشوز (Tissues) اتنے فرمے لیئر ہو جاتے ہیں کہ ان کی فیگر کو بدل دیتے ہیں۔ یہ فرق کہیں سات سال، کہیں سترہ تو کہیں ستائیس سال میں آتا ہے۔"

"چھی! کچھ بھی کہتے ہیں آپ تو۔"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

وہ پھر دوبارہ نیچے اترا تھا۔

"وہ بلّی تھی یاسمین!" اس نے بیوی سے کہا تھا۔

"نہیں ــــ بغل کے کمرے سے مسز اکبر بلّی بن کر آئی تھی" بیوی کے لہجے میں جھنجھلاہٹ تھی ــــ "جاؤ اوپر جاکر سو رہو!"

بیوی رضائی پھینک کر چیخ اٹھی تھی ــــ اور وہ محسوس کر رہا تھا ایک ہیولا سا پلنگ پر جاتا ہوا ــــ جو ہکا بکا کبھی اس پر تو کبھی بیوی پر نظر ڈالتا۔

"مگر تم نے سرِشام بستر کیوں لپیٹ دیا تھا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ بستر لپیٹنا ہماری نیملی کے لیے بُرا شگون ہے! اور پھر آج سنیچر ہونے پر بھی تم نے لوکی ہی کیوں بنائی، جب کہ تمہیں کدّو بنانا چاہیئے تھا!" ــــ وہ بپھر گیا

"یہ مت بھولو" بیوی غصے میں بھنک رہی تھی "کہ آج دوستاون کی لوکل سترہ منٹ لیٹ تھی ــــ جاؤ اوپر جاکر سو رہو۔"

ــ اوپر یعنی چھت بھی اتنی نیچی کہ 'مالیہ' بھی نہیں ــــ اوپر یعنی پلنگ پر!

ــ ماں اور بہن اٹھ کر بیٹھ گئی تھیں۔

ــ اُدھر بلّی نے دودھ پی لیا تھا۔

"اس بلّی کی تو میں ...." وہ بڑبڑایا ــــ بلّی اسی سمت گئی تھی جس طرف مسز اکبر کا کمرہ تھا!

ماں نے اُٹھ کر کھڑکی کا پٹ بند کیا تھا ــــ اور بہن آنکھیں مَل رہی تھی "نیند نہیں آ رہی ماں!" تب ماں نے کہا تھا:

"کیا کوئی برا سپنا دیکھا تھا؟"

ــــ بیوی کا بے لباس بدن اس کی نگاہوں میں کوندنے لگا تھا مگر کمرے میں اندھیرا تھا ورنہ ماں کیا سوچتی!

نیند اس کے پپوٹوں میں چُبھ رہی تھی ــــ مگر سگریٹ ابھی جل رہا تھا ــــ کھڑکی کھلی تھی اور چاند جانے کب کا جھانک کر چلا گیا تھا ــــ ایک عجیب سی گھٹن اس کے بے چین گلے میں اوپر نیچے سرکتے ٹینٹوے کو چھو رہی تھی ــــ

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

بڑی دیر بعد ــــ

طوعاً و کرہاً اس نے بیوی سے کہا تھا " اب اگر میں تمہاری پیٹھ پر اک ذرا ہلکے سے ہاتھ پھیروں تو تم کہنا " اونھ تھک گئی میں " اور کروٹ بدل کر سو جانا، اس کے بعد کا ڈائیلاگ میں بولوں گا "

اور اس نے اک ذرا ہلکے سے بیوی کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو وہ بولی

" اونھ تھک گئی میں ــــ سونے بھی دو اب ــــ تم کو تو بس جی وہی ایک " ناد" لگا ہے ــــ پھی۔"

اسے ترس آتا ہے ــــ اور پیر، منگل، بدھ، جمعرات اور جمعہ کی راتوں کی طرح وہ آج بھی اپنا وہی ڈائیلاگ ادا کرتا ہے :

" ذرا ایک تکیہ اور دینا ! "

●●

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

گھوڑسوار

لڑکی غضب کی حسین ہے مگر شادی کے لئے بیٹھی ہے۔

باپ ہفتے پندرہ دن میں ایک چینڈو خ کو پکڑ لاتا ہے اور ڈرائنگ روم میں بٹھا کر لڑکی کو سجنے کے لیے کہتا ہے۔ وہ سجتی ہے۔ چائے اور فرسان سرو کرتی ہے۔ تب اس کی ناک اسکیل سے ناپی جاتی ہے اور اس کا بدن ترازو میں تولا جاتا ہے اس کی آواز کا شہد چکھا جاتا ہے۔ کبھی وہ پسند نہیں آتی کبھی باپ کی تجوری کمزور پڑ جاتی ہے۔ ماں باپ پھُس پھسا رہے ہیں۔ کاش ہماری لڑکی روز دو سونے کے انڈے دے ایک کی جگہ دو جیسے دیش پانڈے کی کملا دیتی ہے تو کتنا اچھا رہے۔

وہ مندر میں بھگوان کے سامنے کھڑی ہے۔ مندر میں بھگوان نے اپنا ڈمی چھوڑا ہوا ہے اور خود نہ جانے کہاں غائب ہو گیا ہے۔ کہاں ہے وہ لڑکا جو گھوڑے پر دُلکی چال سے آتا ہے اور مانگ ستاروں سے بھر دیتا ہے سب دھندلا دھندلا سا ہے اور دھول ہی دھول!

دروازے پر کوئی دستک دے رہا ہے۔ لگتا ہے وہ تھاپ درِ دل پر پڑ رہی ہو۔ لڑکی کچھ سمجھ نہ پا رہی ہے کیوں کہ کچھ بھی صاف نہیں ہے ــــ وہ سانپوں سے بھرے بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی ہے۔ دروازے پر دستک! اور ماں باپ پھُس پھُسا رہے ہیں۔

"دستک دینے والا بھیڑیا ہے اس کی پونچھ صاف نظر آ رہی ہے۔"

"نہیں بھیڑیا نہیں ہے۔ کہاں ہے پونچھ"

"پونچھ باہر سے دِکھے یہ ضروری نہیں۔"

"اور باہر سے دیکھنے پر وہ اندر بھی ہو یہ ضروری نہیں"

"اور یہ بھی کہاں ضروری ہے کہ پونچھ جیسی لگے اور پونچھ ہی ہو۔"

"پھر بھی ــــ مجھے اپنی لڑکی بھیڑیئے کو نہیں دینی ہے اس کی ماں ڈائن ہے۔ میری پھول جیسی اکلوتی بچّی.....!"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"اس بھیڑیئے کو میں کبھی داماد نہ بناؤں گی۔"

"پہلے یہ طے کر لیں کہ وہ بھیڑیا ہے یا نہیں۔"

"رکو۔ دروازہ تو کھولنے دو۔ بنا دروازہ کھولے کیسے طے کر لیں۔"

"نہیں۔ بند رہنے دو دروازہ ــــ ورنہ بھیڑیا اندر آجائے گا۔"

"کب تک ہم لڑکی کو بنا شادی کے بٹھائیں گے۔"

"جب تک وہ گھڑ سوار نہیں آجاتا۔"

"کب تک وہ گھڑ سوار نہیں آجاتا۔"

"جب تک وہ انڈے دینا بند نہیں کر دیتی۔"

"کیسے باپ ہو جی تم ــــ خود غرض ــــ وہ تمہارا خون ہے۔"

"تمہارا بھی تو ہے۔"

"دیکھو جی ــــ وہ انڈے دینا بند کرے یا نہ کرے اس کی مرضی۔ مگر گھڑ سوار آئے گا تو اس کو ہم خالی ہاتھ نہیں لوٹائیں گے۔ پچھلی دفعہ لوٹا دیا تھا اب نہیں لوٹائیں گے۔ آخر کب تک ہم اپنی لڑکی کو بنا شادی کے بٹھائیں گے۔"

"مگر دستک دینے سے پہلے لگا تھا کہ وہ آیا ہے میں نے صاف سنی تھی گھوڑے کے ٹاپوں کی آوازیں"

"کیا بات کرتے ہو۔ گھوڑا تو ایک بار بھی نہیں ہنہنایا۔ وہ آئے گا تو گھوڑا ہنہنائے گا ضرور"

لڑکی مسلسل گھوڑے کا ہنہنانا سن رہی ہے۔ مگر یہ طے نہیں کر پاتی کہ گھوڑا دروازہ کے باہر ہنہنا رہا ہے یا اس کے اندر!

وہ مندر میں بھگوان کے سامنے کھڑی ہے اور زور زور سے گھنٹے بجاتی ہے تاکہ بھگوان کی نیند ٹوٹے۔ وہ جاگے۔ وہ صرف دیکھنے کے لیے نہ دیکھے وہ کچھ کرنے کے لیے دیکھے یا پھر صاف کہہ دے کہ اس سے ہوتا ہوتا کچھ نہیں ..... وہ زور زور سے گھنٹے بجا رہی ہے۔ حتّٰی کہ اس کے ہاتھ شل ہو جاتے ہیں اور گھنٹوں کی آواز پر سارا محلّہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔

بھگوان نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی ہیں، مگر لڑکی اب بھی سنیچر کا درت رکھ رہی ہے۔

ساون کے سات سوموار تو اس نے کیے ہی تھے۔ جوتشی نے کہا ہے ستمبر میں گرو کی دشا سے دور اندر کہیں گہرے کنوئیں میں ننھے ننھے ہاتھ کلبلاتے ہیں۔ بدن کا کساؤ ملبوسات کی سیون ادھیڑتا ہے اور

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ستمبر میں گرو کی دِشا ہے ۔ کب آئے گا ستمبر؟ پچھلے کئی سالوں سے تو ستمبر آ ہی نہیں رہا ہے۔ اگست کے بعد سیدھے اکتوبر آجاتا ہے۔ کہاں ہے ستمبر؟

"ستمبر یہاں ہے! یہاں میرے پاس" گھوڑسوار جیسے کانوں میں بولتا ہے "میں آرہا ہوں میں چل چکا ہوں، نکل چکا ہوں، بس آرہا ہوں۔"

ماں باپ سرگوشیاں کر رہے ہیں۔ "کچھ بھی ہو۔ مگر میں اپنی لڑکی اسے نہیں دوں گی۔ سنا ہے اس کے گھر کچن سے بھی بڑا اسٹوو ہے۔"

"کچن سے بھی بڑا اسٹوو۔"

"ہاں ہمیشہ بھر بھراتا رہتا ہے۔ پتا نہیں کب پھٹ جائے اور ہماری پھول جیسی اکلوتی لڑکی...."

— شادی کے لیے بیٹھی ہوئی لڑکی اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ وہ چھایا گیت بند کر دیتی ہے اور اون کا گولا کھڑکی سے باہر پھینک دیتی ہے۔ کھڑکی جس کے باہر اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

"روشنی آنے دو۔ ہوا آنے دو۔ دروازہ کھلا رہنے دو پتا جی۔"

باپ : بھیڑیا آجائے گا بیٹی

ماں : اور شیر ببر بھی آسکتا ہے

باپ : ریچھ اور لکڑ بگھا!

لڑکی : گھوڑسوار بھی تو آسکتا ہے

ماں اور باپ : مگر شیر ببر۔ ریچھ۔ بھیڑیا۔ لکڑ بگھا

لڑکی : بندوق تو ہے نا آپ کے پاس۔

باپ : ہاں ہے بندوق مگر وقت پر چلے گی بھی یا نہیں بھروسا کم ہے اور اب تو کارتوس بھی ختم ہوئے۔

لڑکی : اوہ پھر ایسا کیجیے۔ پرانے صندوق میں ڈھونڈیئے ایک آدھ کارتوس مل ہی جائے گا۔ بندوق پہلے مجھ پر آزمائیے۔ چلتی ہے یا نہیں پتہ چل جائے گا۔"

باپ سر کھجاتا ہے اور لڑکی سمجھاؤ دیتی ہے

"تم مر جاؤ گی پھول بیٹی"

"ابھی کون سا جی رہی ہوں۔"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"انتظار کرو بیٹی۔ آئے گا گھوڑ سوار"

لڑکی تڑپ جاتی ہے۔

سڑک سے سرپٹ بھاگتا گھوڑ سوار ۔ چاروں طرف دھول ہی دھول !

"رک جاؤ ۔ گھوڑ سوار گھ.... ڑ.... سو.... ا.... ر...." لڑکی چیختی ہے۔

ـــ ماں باپ اس کے سرھانے کھڑے ہیں "کیا ہوا ؟"

کوئی ہے جو دروازے پر دستک دے رہا ہے؟ کون ہے ؟ کون ہو سکتا ہے ؟ باپ آگے بڑھتا ہے دروازہ کھولنے ۔ ماں باپ کے پیچھے کھڑی ہے۔ لڑکی نے دوپٹہ سر پر اوڑھ لیا ہے۔ باپ زور لگا کر زنگ آلود زنجیر کھولتا ہے۔ چرمرا کر دروازہ چوپٹ کھل جاتا ہے۔ گہرے دھندلکے ہیں اور دھول ہی دھول بھری ہے ـــ کچھ صاف نہیں ـــ تبھی وقت کی دھول کمرے میں در آتی ہے اور ایک دم بالوں کو سفید بنا جاتی ہے۔

"کیا ہوا شرارت کر رہی ہے"

"ہم لیٹ تو نہیں ہوئے دروازہ کھولنے میں؟ ٹاپوں کی آواز سنی تھی میں نے۔"

"پھر کہاں ہے گھوڑا اور گھوڑ سوار ۔ تمہارے کان بجنے لگے ہیں۔"

"نہیں وہ ہنہنا رہا تھا گھوڑا ۔ اس کا منہ آدمیوں جیسا تھا اور وہ ہنہنا رہا تھا۔"

"گھوڑا ـــ اور آدمیوں جیسا منہ ۔ کیا بکتی ہو۔"

"دیکھا ہے میں نے ۔ دروازے کے آر پار دیکھا ہے۔"

"تو کیا ہم اپنی لڑکی کو گھوڑے سے بیاہیں گے۔"

"پاگل مت بنو۔ گھوڑ سوار سے بیاہیں گے۔"

"پھر وہ کون تھا۔ تم نے خواب تو نہیں دیکھا۔"

"ارے تمہارے تو بال سفید ہو گئے"

"اور تمہارے بھی۔"

"اُف خدایا ـــ کتنا وقت بیت گیا۔ کہاں ہے گھڑی۔ کہاں ہے کیلنڈر ـــ کہاں ہے سورج۔"

"اور آپ مشورہ کرتے رہ گئے۔"

لڑکی کی آنکھیں انگارہ سی دہک رہی ہیں۔

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"یہ گھڑی چلتے چلتے رک گئی ہے۔ اس کیلنڈر نے دھوکا دیا ہے۔ سورج نکلتا ہے مگر اندھیرا نہیں چھٹتا۔ اور وہ دروازہ بڑا شریر ہے خواہ مخواہ بجتا ہے۔ آپ کے کان نہیں بجتے ہیں وہ دروازہ بجتا ہے۔ پھینک دو یہ گھڑی۔ پھاڑ دو کیلنڈر۔ کھول دو دروازہ۔ ہوا آنے دو اور اگر روشنی کہیں ہے تو اسے بھی آنے دو۔ یہ سیلن۔ برسوں کی یہ سیلن روشنی کا انتظار کرتی ہے۔

لڑکی گھڑی دیوار سے اتار کر پھینک دیتی ہے۔ کیلنڈر کے پُرزے پُرزے کر دیتی ہے تاریخیں ہوا میں اڑ رہی ہیں!

"کھول دو دروازہ"۔ لڑکی کہتی ہے۔

ماں باپ سہم جاتے ہیں

"کیوں رکھا ہے مجھے۔ کاٹ لو ایک ہی دفعہ۔ نکال لو سارے انڈے"

لڑکی سسکنے لگتی ہے۔ ملبوس کا ایک ٹانکا ٹوٹتا ہے اور اتنی زوردار آواز ہوتی ہے جیسے کوئی ملبہ سرنگ لگا کر اڑایا گیا ہو۔

ماں باپ سہم جاتے ہیں

"کھول دو دروازہ!" لڑکی کہتی ہے

"کہیں بھیڑیا آ گیا تو؟" باپ اندیشہ ظاہر کرتا ہے۔

"آجانے دو" لڑکی بے جھجک کہتی ہے ــــ ●●

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کمپیوٹر

صبح صبح کمپیوٹر نے جگا دیا

"پگ پگ پگ پگ۔"

آنند جاگا۔ آج اسے کانفرنس اٹینڈ کرنی تھی۔ سٹے لائیٹ کانفرنس، بغیر کہیں گئے، اپنی فیکٹری میں بیٹھے بیٹھے وہ ان لوگوں سے محو گفتگو ہونے جا رہا تھا جو میلوں دور ہوتے ہوئے بھی بہت قریب تھے اور یہ کام کمپیوٹر کے لیے کہاں مشکل تھا؟

آنند ناشتے کی میز پر آیا۔ وہاں بیوی اور بیٹے سے ملاقات ہوگئی۔ بزنس کی باتوں کے بعد شومی بولا "پاپا میں شادی کروں گا۔ کچھ مدت کے لیے۔"

"مگر لڑکی ــــ؟"

"اوہ پاپا۔ لڑکی میں نے دیکھ لی ہے۔ شی از فرام جاپان"

"مگر تو کل جاپان گیا بزنس کے سلسلے میں۔ کب اپنا کام کیا اور کب لڑکی دیکھی۔"

"بس دیکھ لی۔ ہمارا کام سب جھٹ پٹ پاپا۔"

"لیکن بیٹے ــ یہ معاملہ یوں چٹکی بجانے کا نہیں۔"

"آج آپ سٹے لائیٹ کانفرنس میں شریک ہو رہے ہیں۔ ہم نے کتنی ترقی کر لی ہے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ یہ معاملہ یوں چٹکی بجانے کا نہیں۔"

"مگر تو سپر مشین سے تو پوچھ لے"

"ٹھیک ہے۔ آج چلیں گے"

"تو نے لڑکی کا سب بایو ڈیٹا لایا ہے نا۔ اس کا آئی ٹیوڈ، بی ہیویر، بلڈ گروپ، رنگ ڈھنگ چال ڈھال شجرہ۔"

"مجھے پتا تھا آپ پوچھیں گے میں لایا ہوں حتا کہ برین کانفگشن، اناٹومیکل ڈیٹیلس

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ہارمونس کا گراف بھی لایا ہوں۔"

"اوکے ــــ کافی اسمارٹ ہو گئے ہو۔"

"پگ پگ پگ پگ ــــ" کمپیوٹر نے سگنل دیا اور اسکرین پر خبریں آنے لگیں۔

"جسٹ اے منٹ" آنند بولا اور اخبار دیکھنے لگا۔

رات اسے بیوی کے ساتھ سونے کی خوب خواہش ہوئی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ کمپیوٹر نے مہینے میں کچھ راتیں سیکس کے لئے الاٹ ضرور کی تھیں جن میں آج کی رات اس مقصد کے لیے نہیں تھی اسے چپ چاپ اپنے ہی بدن کو اوڑھ کر سو جانا تھا کہ صبح جلد جاگنا تھا کہ جلد فیکٹری جانا تھا۔

اس نے کمپیوٹر کو جیسے نظر انداز کیا اور بیوی کو اپنی طرف اک ذرا کھینچا اور ہلکے سے بوسہ لیا۔ تبھی کمپیوٹر چیخا ــــ

"پگ پگ پگ پگ ــــ"

لال سگنل ہوا۔ اسکرین پر الفاظ ابھرے۔

"ناٹ الاؤڈ"

صبح صبح خبر مل گئی کہ فیکٹری میں کتنا پروڈکشن ہوا۔ کتنے مزدور حاضر تھے۔ کتنا بوجھ ڈھویا گیا ــــ فیکٹری کے کمپیوٹر نے گھر میں لگے کمپیوٹر سے سب کچھ کہہ دیا۔ ایک دم پرفیکٹ! پچھلے دنوں جب فیکٹری میں اسٹرائک ہوا تو اس نے سوچا۔ کیوں نہ مزدوروں کی جگہ کمپیوٹر نصب کر دے ــــ ایمان دار، محنتی، قانون قاعدے نہ توڑنے والے ــــ غیر حاضر نہ رہنے والے ــــ جذباتی نہ ہونے والے کمپیوٹر.....

ان دنوں اس نے بار بار اٹا سڈ لیا۔ کیوں کہ بی پی بڑھ گیا تھا اور اے سی ڈی ٹی بھی بڑھ گئی تھی ــــ مگر کمپیوٹر نے اسے بہت جلد نارمل کر دیا۔

گھر کے کمپیوٹر کے ذریعے اس نے فیکٹری کے کمپیوٹر کو پیغام بھیجا کہ آج وہ لیٹ آ رہا ہے۔

آنند اور بیٹا شومی کمپیوٹر کنسلٹنٹ کے پاس گئے اور اس لڑکی کا بایو ڈیٹا دیا۔ کنسلٹنٹ نے بایو ڈیٹا کی ڈسک کمپیوٹر کو فیڈ کی۔ کچھ ہی دیر بعد جواب آگیا "نو ــــ نو ــــ امپاسیبل"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"وھاٹ نان سنس" شومی چیخا۔

"آپ کیا کہتے ہیں؟" اس نے آنند سے پوچھا

"میں کیا کہوں گا" آنند مسکرایا "سپر مشین کہتی ہے نہیں ـــــ یعنی نہیں ـــ!"

شومی غصّے میں وہاں سے نکل گیا۔

کمپیوٹر نے الکٹرانک چپس کھائے اور آنند نے پوٹاٹو چپس!

پھر وہ وارڈ روب کے سامنے جا کھڑا ہوا اور ایک ساری اپنے لیے پسند کی ـــ آج فارین سے دو ایگزیکیوٹیو آنے والے تھے۔ شام ایک سمی نار بھی تھا۔ آنند نے جونہی اپنی پسندیدہ ساری کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ کمپیوٹر نے سختی سے منع کیا۔

"پگ پگ پگ پگ ـ" اور الفاظ ابھرے "الرجی"

سچ تھا جس میٹریل سے وہ سوٹ بنا تھا۔ اس سے آنند کو الرجی تھی۔ اس نے بے دلی سے دودھیا ساری پہنی اور ٹائی کی ناٹ کسی۔ ادھر وہ ٹائی کی ناٹ کس رہا تھا اور ادھر مزدور کر کس رہے تھے!

وہ ڈرائنگ روم میں آیا۔ کمپیوٹر سے ہاتھ ملایا۔

پورچ میں کھڑی گاڑی میں بیٹھا

بیوی دروازے تک چھوڑنے آئی ـــ ہاتھ ہلایا

اور آن کی آن میں گاڑی پھاٹک سے باہر ہو گئی۔

کچھ ہی دیر بعد بیوی کی پرانی سہیلی آ گئی

"بہت دنوں بعد آئی ـــ کیسی ہے؟ تو کیسی ہے؟ ـــ آ بیٹھ۔"

زیورات کی باتیں ہونے لگیں۔ کپڑوں کا تذکرہ چھڑ گیا۔ پرانی سہیلیوں کا ذکر چلا۔ البم دیکھ لیے میوزک رکارڈز پر نظر ڈالی۔ نئی فارین ویڈیو فلموں پر باتیں ہونے لگیں پھر پوچھا "تیرے لیے کیا بناؤں۔"

سہیلی بولی "کچھ میٹھا بنا"

"میٹھا باپ رے"

"کیوں؟"

"وہ میرا کمپیوٹر ہے نا رے۔ وہ مجھے میٹھا کھانے ہی نہیں دیتا۔"

"ٹھیک ہے تو مت کھا۔"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"نہیں رے بہت دل کرتا ہے کھانے کو"

"تو پھر چھپا کر کھا لیا کر"

"کیا رے اپنے گھر میں بھی کھانے کی چوری۔ نہ ساس نہ نند۔ پھر بھی ــــ مگر پھر بھی میں کمپیوٹر سے پیار کرتی ہوں ــــ میرا کتنا دھیان رکھتا ہے وہ"

"پھر بھی ــــ کچھ کھانے نہیں دیتا مطلب ــــ دِھس از ٹو مچ۔"

"نہیں رے ــــ اگر اس کا نہ سنتی تو ابھی تک کتنی موٹی ہو گئی ہوتی۔ تو نے مسز برگانزا کو دیکھا.. .... اچھا شری کھنڈ منگاؤں! کیسا رہے گا؟

"منگا ــــ"

شری کھنڈ نوکر سے منگوایا۔ کیسری شری کھنڈ تھا۔ اسپیشل اور ڈرائے فروٹ کے ساتھ۔

شری کھنڈ کی پیالی ہاتھ میں لی۔

مگر نچلا بیٹھنا تو کمپیوٹر نے سیکھا ہی نہ تھا۔ چلّانے لگا۔ سگنل دینے لگا ــ "پگ پگ پگ پگ۔ نہیں ــ نہیں۔"

"دیکھ نا رے منع کر رہا ہے"

"تھوڑا سا راجہ ــــ ایک چمچہ بس"

مگر ایک چمچہ کے بعد پھر دوسرا چمچہ بھی!

"میرے کمپیوٹر۔ میرے پیارے کمپو! بس ایک چمچہ اور لوں گی۔

مگر کمپیوٹر نے کچھ نہ سنا۔ اس نے تو سارے گھر کو جیسے سر پر اٹھا لیا۔

"پگ پگ پگ پگ ــــ نہیں نہیں نہیں!"

چار و ناچار اسے پیالی رکھ دینی پڑی ــــ

سہیلی شری کھنڈ پر اچھا ہاتھ مار رہی تھی بولی "تو نے اسے زیادہ ہی سر چڑھا رکھا ہے میرے گھر ہوتا تو ایک ہی دن میں سیدھا کر دیتی۔ تمہارے بھائی صاحب جیسے سے ناک رگڑوالی تو بھلا یہ کمپیوٹر کس کھیت کی مولی ہے۔ تو باتھ روم میں جا۔ وہاں جا کے کھا۔"

"وہ وہاں بھی دیکھ لے گا۔"

"اوہ مائی گاڈ ــــ یعنی کہ تو قیدی ہے!"

کمپیوٹر نے پورے مہینے کا مینو سجیسٹ کیا تھا کہ کس کو، کب اور کتنی کیلریز کھانی ہیں۔

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کتنی چربی ۔ کتنا تک ۔ کتنا لوہا ۔ سب کچھ طے تھا !

رات ـــــ بیڈ روم میں بیوی اور آنند لیٹے تو سامنے لینڈ اسکیپ تھا۔ گانو کا لینڈ اسکیپ چھوٹے چھوٹے گھر ۔ کٹنے سے بچا لیے گئے جنگل ، بھاگتے ہرن ، بہتا جھرنا ، ہریالیاں اور پہاڑ ! کہاں گئے سب ۔ کتنے پیچھے چھوٹ گئے ۔ یہ کیسی دوڑ ہے کہ اپنے محور سے الگ ہو جائیں ـــــ یہ اندھے اور بے سمتی کی دوڑ ـــــ آخر کب ختم ہوگی ؟ کیا نتیجہ نکلے گا ؟

بیوی بولی "کیوں جی ـــــ کیا تمہیں گانو کی یاد نہیں آتی ـــــ ؟"

شوہر نے کہا " تم گھوم آؤ ـــــ مجھے فرصت نہیں ہے"

بیوی نے کہا " میں اکیلی وہاں جا کر کیا رنگ بھروں گی ۔ جائیں گے تو ہم تینوں یا ایٹ لِسٹ دونوں تو جائیں گے ہی ۔"

پھر چپ ہو گئی ـــــ ذرا ٹھہر کر بولی " کیا تمہیں نہیں لگتا کہ تم کمپیوٹر کے غلام ہو گئے ہو ؟"

"بے وقوفی کی باتیں نہ کرو ۔ سو جاؤ ۔ رات زیادہ ہو گئی ہے ۔"

" نیند نہیں آ رہی ۔"

" ٹھہرو ۔ کمپیوٹر سے کہتا ہوں ۔"

" کمپیوٹر ۔ کمپیوٹر ۔ ہمیشہ کمپیوٹر ۔ کیا ہم دونوں کچھ نہیں ـــــ سب کچھ کمپیوٹر ہی ہے ؟ میں تو اکتا گئی ہوں اس قید سے ـــــ یہ نہ کھاؤ وہ نہ کھاؤ ۔ کبھی دل چاہتا ہے کہ فرائڈ چیز کھائیں تو منع کر دیتا ہے ۔ ہمیشہ پگ پگ"

" وہ تمہارے بھلے کے لیے کہتا ہے ڈارلنگ ۔ وہ تم سے زیادہ سمجھ دار ہے ۔ تم خود رکھ سکتی ہو اپنا اتنا دھیان جتنا وہ تمہارا رکھتا ہے ـــــ "

دوسرے دن شومی نے پھر اعلان کیا " پاپا آئی ایم گیٹنگ میریڈ "

" مگر لڑکی ؟ "

" لڑکی میرے لیے کبھی پرابلم نہیں رہی پاپا ۔ میں نے دیکھ لی ہے ۔ شی از فرام کینیڈا "

ـــــ لگا جیسے دنیا آنند کے ٹیبل پر رکھے گلوب میں سما گئی ہو

" تو نے سپر مشین سے پوچھا ؟ "

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"نہیں ـــــ یہ میرا فیصلہ ہے۔ سُپر مشین کون ہوتی ہے میرے فیصلے کرنے والی۔ کل لڑکی کو ڈنر پر بلایا ہے۔ پرسوں صبح شادی پھر ہم لوگ سوئٹزرلینڈ جائیں گے۔"

"مگر بیٹا سُپر مشین ...."

"ڈونٹ وری پاپا ـــ آپ نے سپر مشین کو اپنے اوپر لاد لیا ہے۔ کتنے بونے ہو گئے ہیں آپ ـ آپ نے ممّی کو بھی مشین کا غلام بنا کر رکھ دیا ہے ـ آپ پہلے لڑکی دیکھنا۔ پھر میری پسند کی داد دینا۔"

"نہیں نہیں ـــ سپر مشین سے پوچھو ـ اگر وہ اجازت دے تو کرو"

"آپ نے اپنی شادی کیا سپر مشین سے پوچھ کر کی تھی ـ سپر مشین وہی کہے گی پاپا جو اسے فیڈ کیا گیا ہو گا۔ کم سے کم آپ کی سپر مشین" وہ مسکرایا

"ایسی بات نہیں ہے شومو بیٹے ...." بات ادھوری رہ گئی۔ آنند کو چکّر آیا اور آنکھوں کے آگے اندھیرا۔ سینے میں درد اور جلن۔ پسینے چھوٹنے لگے۔ بوند بوند پسینے کی چیونٹیاں ڈھلان کی طرف رینگنے لگیں

آنند صوفے پر دھم سے بیٹھ گیا۔

کمپیوٹر چیخنے لگا

"پگ پگ پگ پگ"

اسپرو کھانے کا مشورہ دیا۔ آرام کرنے کی تلقین کی۔

شومی تو چلا گیا۔ مگر آنند کی جان پر بن آئی۔ وہ اپنے بیٹے پر غصّہ بھی نہ ہو سکتا تھا۔ وہ اسے کھری کھوٹی بھی نہ سنا سکتا تھا۔

"شومی ـ شومی" وہ چلاتا رہ گیا

"پگ پگ پگ پگ" کمپیوٹر نے اسے منع کیا۔ جذباتی نہ ہونے کے لیے کہا۔ ذہن کو کھلا چھوڑ دینے کے لیے کہا۔

کمپیوٹر اسے اپنے طور پر جانچتا پرکھتا رہا۔ جب آنند نارمل ہوا تو بیوی نے شومی سے کہا "دیکھ تو نے ان کی بات نہ مانی ـ بڑھ گیا نا بی پی اُن کا۔"

"وہ کیوں ضد کرتے ہیں۔ دراصل وہ میری شادی کے ہی خلاف ہیں۔ انہوں نے مشین کو بھی الٹا سیدھا پڑھا دیا ہے۔ اسی لیے تو کہتے ہیں مشین سے پوچھو ـ مگر بات کچھ اور ہی ہے۔"

"اور کیا بات ہو سکتی ہے ـ وہ تیرے دشمن نہیں ہیں۔"

"دوست بھی کہاں ہیں۔"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اور اس سے پہلے کہ اس سے اور کوئی بات کی جاتی وہ کینیڈا کی فلائیٹ پکڑنے دوڑ پڑا۔

ایک رات۔ بیوی نے کہا" میں تو بابا ان کمپیوٹروں کے منٹ ٹو منٹ پروگرام سے تنگ آگئی۔"

" میں دیکھ رہا ہوں تم کچھ دنوں سے Outing کے موڈ میں ہو۔"

" تم میری بات بغور سنو۔ میں چاہتی ہوں کہ صرف ایک دن، صرف ایک دن ہم کمپیوٹر کے بنا گزاریں دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ مجھے تو ہیبت سی ہوتی ہے۔ لگتا ہے جیسے میں چاروں طرف سے زنجیروں میں جکڑ لی گئی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ ہم ان کے چنگل سے نکلیں۔ ایک دن۔ صرف ایک دن!"

" ٹھیک ہے۔ چلو تمہاری بات مان لیتے ہیں۔ کل کے سارے پروگرام میں ابھی کینسل کروا دیتا ہوں۔ کل ہم ایک دن بنا کمپیوٹر کی مرضی کے بتائیں گے۔"

اور آنند کمپیوٹر کو کینسلیشن کے احکامات دینے چلا گیا۔

دوسرے دن صبح صبح ــــــ

آنند کی آنکھ کھلی۔ بیوی سوئی تھی۔ آنند کو یاد آیا۔ آج کمپیوٹر فری ڈے ہے۔ اس نے خلافِ معمول کمپیوٹر سے نظریں نہیں ملائیں۔ آنکھیں موند لیں۔ ذہن کو آزاد چھوڑ دیا۔

کچھ دیر تک تو یہ چلا مگر پگ پگ پگ پگ کی آواز آنے لگی۔

آنند کو غصہ آیا اس نے سوچا ایک لات زور سے کمپیوٹر کے منہ پر جمائے۔ مگر سگنل آنے لگے تو اس نے اسکرین پر دیکھا ــــ

مگر یہ کیا ــ اس نے تو کمپیوٹر کی بجلی بند کر دی تھی۔ اسے کمپلیٹ ڈسکنیکٹ کر دیا تھا۔ پھر یہ سگنل! اور آواز!

کہیں یہ وہم تو نہیں۔ اس نے بیوی کو جگایا ــ پھر دونوں نے اسکرین پر دیکھا ــــــ

پگ پگ کی آواز اور سگنل کے ساتھ لکھا تھا

" یور منٹ ٹو منٹ پروگرام فار یور کمپیوٹر فری ڈے!"

●●

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ایک بار پھر

ہمارا تمہارا خدا بادشاہ۔ خدا کا بنایا رسول بادشاہ۔ جگ بیتی سناتے ہیں۔ ہنکارہ بھرتے رہنا۔ سوئے سنسار، جاگے پروردگار۔

دور کہیں ایک شہر تھا۔ وہاں کسی گلی میں ایک بچہ سبق یاد کر رہا تھا۔

جھٹ پٹ اُٹھ

کھٹ پٹ کر

مرغا بولا تو بج گئے

سورج نکلا تو بھی نکل

تماشا بن تماشا کر۔

تبھی بوڑھے کمانڈر نے عبدالحمید سپاہی سے کہا "عبدالحمید تمہیں پھر ایک بار شہید ہونا پڑے گا"

سپاہی عبدالحمید جو بچے کا سبق سن رہا تھا یوں گویا ہوا "آپ مجھے کس ملک پر شہید کرنا چاہتے ہیں بزرگوار اس ملک پر جہاں کے لوگ زہر کھا کر زندہ رہ سکتے ہیں۔ مگر دال پی کر مر جائیں گے جہاں لوگ سڑے ہوئے زخموں کو لے کر جی سکتے ہیں پر دوا کھاتے ہی موت واقع ہو جاتی ہے۔"

"عبدالحمید کیا تمہیں اس مٹی سے پیار نہیں"

ڈائری کا ایک ورق پھڑپھڑاتا ہے .....

..... میں ہندو اکثریت والے علاقے سے گذر رہا تھا۔

ویسا دیکھا جائے تو نہ میرا کوئی تعلق تھا پاکستان سے اور نہ میرا کوئی رشتے دار تھا وہاں! اور نہ میں مسجد اقصیٰ پر جلوس نکالنے والوں میں کبھی شامل رہا اور نہ ہی کبھی میں نے پاکستانی کرکٹ ٹیم کی فتح پر پٹاخے چھوڑے۔ گلف والے دوستوں نے پاکستانیوں کے خلاف میرے اندر نفرت بھر دی تھی۔ مگر میں تو تقسیم کے بعد پیدا ہوا تھا پھر کیوں اپنی ہی زمین پر ٹکڑے ٹکڑے بکھر گیا تھا۔ فساد

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کے درندے میرا لہو چاٹ رہے تھے۔ شیر چیتے میرے گوشت کے لچھے توڑ رہے تھے اور میں Ameoba کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بھی اپنے وجود میں ایک اکائی تھا اور میری سانسیں ابھی تک نہ ٹوٹی تھیں اور وہ لوگ جو مجھے فساد کے وقت مسلمانوں میں شامل ہونے سے روکتے تھے۔ کہتے تھے کہ ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔ مگر بھیڑ کے آگے چند لوگوں کی بھلا کیا بساط۔

..... میں ہندو اکثریت والے علاقے سے گزر رہا تھا۔ مجھے پتا نہ تھا کہ فساد پھوٹ پڑا ہے میں کندھوں پر اپنی گردش کا چاک اٹھائے اور وہ چاک اٹھائے جس کو گردش دے کر میں چھری چاقو تیز کرتا تھا وہ چھری چاقو جو سبزی اور پھل کاٹنے کے لئے ہوتے۔ کہیں کسی کی انگلی بھی کٹ جائے تو شُرشُر بہتے لال خون کو روکنے سب ہی دوڑ پڑتے تھے مگر آج اس بھیڑ نے مجھے پکڑ لیا تھا اس بھیڑ نے جس نے میرا گھر جلایا تھا، وہ پوچھ رہے تھے۔

"تو کون ہے؟ کون ہے تو؟"

میں نے ہزار صفحوں کی تاریخ ان کے منہ پر دے ماری تھی۔ مگر پھر بھی ان کی تشفی نہ ہوئی تھی۔ اور وہ مجھ سے میرا نام پوچھتے رہے۔ میں نے بغور ان کا جائزہ لیا۔ بے چہرہ لوگ تھے میں انھیں پہچان نہ سکا۔ وہ میرے روز کے گراہک نہیں تھے۔ مجھے پس و پیش میں دیکھ کر ان کا سرغنہ بولا "پینٹ اتارو۔ اس کی پینٹ اتارو ابھی پتا چل جائے گا!"

کتنے برس بیت گئے۔ پینٹ اترتی رہی اور جب پینٹ اتر گئی تو اندر جانگیا تھی۔ میں نے سوچا! کاش! ایک ہی جھٹکے میں جانگیا اُتر جائے۔ مجھے برسوں تک سولی پر لٹکنا نہیں ہے اور کیا خوب جانگیا کھینچنے میں ذرا بھی وقت نہیں لگا۔ جیسے ابا جان حلال شدہ مرغی کو گرم پانی میں ڈال کر ایک ہی جھٹکے میں چڑی ادھیڑتے تھے!

—— مگر یہ کیا۔؟ اندر ایک اور جانگیا؟ اور پھر جانے کتنے برس بیت گئے۔ جانگیا اندر جانگیا۔ پرت در پرت۔ مجھے دروپدی کا شیل ہرن یاد آیا۔ میں سولی پر ٹنگا ہوں —— مگر پولیس کا دور دور تک پتا نہیں!

"عبدالحمید کیا تمہیں اس مٹی سے پیار نہیں" کمانڈر نے کڑک دار آواز میں پوچھا

"مجھے بات پوری کرنے دیجیے محترم۔ میں کئی مرتبہ شہید ہو چکا ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں مٹی سے کس قسم کا پیار کروں۔"

"اب کے حالات ایک دم ابتر ہیں۔"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"حالات کب ابتر نہیں رہے۔ میں کیسے شہید ہو جاؤں جہاں مجرم سیاسی بازی گر ہے اور جہاں فساد کرانا پولیس کے بائیں ہاتھ کا کھیل۔"

"کیا تمہارے اندر حب الوطنی کا جذبہ بالکل فوت ہو چکا ہے عبدالحمید"

"میرا منہ مت کھلوائیے۔"

—— بچے کی آواز تیز ہو چکی تھی

درد کی بانسری بجا

مصلحت کے بندر کو نچا

فرسٹریشن کے ہالے سے گزر

تال ٹھونک۔ میدان میں آ

جھٹ پٹ اُٹھ

کھٹ پٹ کر

سورج نکلا تو بھی نکل

"تمہاری زندگی تمہاری شہادت میں پوشیدہ ہے عبدالحمید۔ تمہاری شہادت ہی تمہاری دیش سیوا ہے۔ شہادت تمہارا مقدّر ہے۔"

سپاہی عبدالحمید چیخ کا رہا۔

ہمارا تمہارا خدا بادشاہ اور خدا کا بنایا رسول بادشاہ۔ جگ بیتی سناتے ہیں۔

ہنکارہ بھرتے رہنا۔ سوئے سنسار، جاگے پروردگار۔

ڈائری کا ایک اور ورق پھڑپھڑاتا ہے۔

ایک ہندو دوست حیرت ظاہر کرتا ہے —— اتنے لوگ کہاں سے آئے تھے یار لڑنے۔ تمہاری طرف ایک بھیڑ تھی لڑنے والوں کی وہ لوگ گھوڑوں پر سوار تھے۔ ہری رنگ کی قبا پہنے ان کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔"

بھائی صاحب کا ارادہ تھا۔ اب اگر گھر بنانا پڑے تو مسلم علاقے میں بنائیں گے اور بنانا تو پڑے گا ہی۔

وہ کہتے "تم جاؤ پاکستان"

"میں کیوں جاؤں۔ گاندھی نے کہا تھا جسے جانا ہو جائے جسے رہنا ہو رہے۔"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"پھر تم نے پاکستان کیوں مانگا تھا۔"

"ہم نے نہیں مانگا تھا"

"یہاں رہنا ہے تو ہم میں شامل ہو جاؤ ـــــ

ـــــ "مٹا دو اس کی شناخت، اکھاڑ دو اس کی جڑیں"

مگر جڑیں تو اندر تک پیوست ہیں تم شاخ کاٹو گے تو نئی شاخ آجائے گی۔ نئی کونپلیں سر اُبھاریں گی ـــــ EX-SERVICE MAN ہوں۔ میں جب سرحد پر ملک کی حفاظت کر رہا تھا اسی ملک کی کسی گلی میں میری بہن کی عزت لوٹی جا رہی تھی .....

یہ ٹائم کیپسول ہے جسے اندر دور تک دفن کر دینا چاہیئے ! .....

"تمہاری شہادت سے یہ کرفیو کا کہرا چھٹ جائے گا" کمانڈر نے پھر آواز ابھاری" ایک نیا سورج طلوع ہوگا۔ ایک نئی دنیا دیکھے گا تمہارا بچہ ـــــ نئی روشنی پھیلے گی تو یہ بارود کی بو ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی ـــــ"

"کچھ نہیں ہوگا۔ یہ رات کبھی ختم نہ ہوگی۔ سورج کا نکلنا تو ایک اتفاق ہے اور پھر نئے سورج کا نکلنا ـــ آپ الاؤ کے گرد کہانیاں سن سنا کر یہ رات نہیں کاٹ سکتے بزرگوار ویسے سبھی جانتے ہیں کہ اجالا ایک دھوکہ ہے اور جو اجالے کی بات کرتا ہے وہ مجھے فریبی لگتا ہے۔ اندھیرا ایک حقیقت ہے اور حقیقت کو آپ جھٹلا نہیں سکتے !"

"بیٹے آدمی کو کہانی نہیں بھولنی چاہیئے۔ جب آدمی کہانی بھول جاتا ہے تو رات لمبی ہو جاتی ہے۔ لمبی اور پہاڑ۔"

"وہ کون سی کہانی ہے بھلا میں بھی تو سنوں۔"

ـــــ زہر کھا۔ زہر پی

زندہ رہ ـــ اُف نہ کر

تماشا بن۔ تماشا کر

سسٹم کے رستے پر چل

گرمت سنبھل

رات ہوئی کل کے خواب دیکھ

جھٹ پٹ اُٹھ کھٹ پٹ کر

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ـــــ ڈائری کے اوراق پھڑپھڑاتے رہے ـــــ

چار و ناچار عبدالحمید اٹھا۔ بزرگ کمانڈر کے گلے سے لگا۔ بندوق پیٹھ پر سنبھالی اور سبزہ زاروں سے ہوتا پہاڑی کی اوٹ میں چھپ گیا ـــــ بزرگ کمانڈر کی آواز فضا میں گونجی ـــ

"ہمارا تمہارا خدا بادشاہ . . . ." ●●

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

عینک والا آدمی اور اسکی بیوی

بیوی کا آئیڈیل خوبرو ہینڈسم جوان تھا اسی لیے تو جب اس کی شادی نہیں ہوئی تھی اس نے اپنے پڑوس کے دلیپ سے پیار کیا تھا مگر یہ پیار تانک جھانک اور کبھی کبھار کونے کھدرے میں اسٹولن کسیز تک ہی محدود رہا۔ پھر اس کی شادی ہو گئی۔ دلیپ سے نہیں ایک دوسرے نوجوان سے جو آج کل اس کا شوہر تھا۔ شادی سے پہلے بیوی نے اسے دیکھا بھی نہ تھا سہاگ رات کو جب صبح صبح اس نے شوہر کو اپنی بغل میں بے سدھ سوتا ہوا پایا تو غور کیا وہ نہ تو ہینڈسم تھا اور نہ اتنا خوبرو کہ دلیپ کی برابری کر سکے۔ ایک پھانس سی اس کے جی میں رہ گئی۔ مگر پھر وہ اس کے پیار میں سب کچھ بھولتی چلی گئی۔

ایک دن ہمیشہ کی طرح وہ سنیما گئے مگر فرسٹ شو نہیں آخری شو جو ساڑھے بارہ بجے چھوٹتا شوہر پہلے ہی آنا کانی کر رہا تھا۔ اس نے کہہ دیا تھا کہ فرسٹ شو چلیں گے اب سو جاؤ مگر بیوی کے پکچر جانے کا موڈ تھا اور اس نے اپنی ضد پوری کی۔ فلم اچھی تھی اس میں ہیروئن کا اغوا ہوتا تھا اور ہیرو غنڈوں کو خوب مارتا تھا اور پھر شہزادوں کی طرح ہیروئن کو چھڑا کر لاتا۔ تبھی اسے دلیپ کی یاد آ گئی۔ اسے لگا ہیرو دلیپ ہے اور وہ اس کی ہیروئن جسے غنڈوں نے اغوا کیا۔ شوہر ہنسنے لگا تھا۔ اسے یہ سین حقیقت سے پرے نظر آیا تھا مگر بیوی کو دلیپ کی یاد بری طرح آئی اس نے یاد کو ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کی تھی۔ سوچا تھا اسے کیا کمی ہے پورا سکھ تو مل رہا ہے۔ سنیما سے لوٹتے ہوئے رکشا انھوں نے جان بوجھ کر نہیں لیا۔ یہیں تو گھر ہے پیدل چلے جائیں گے۔ کچھ کل کے لئے بھی بچانا پڑیگا۔ مہینے کے آخری دن چل رہے تھے۔ آگے چوک تھا وہاں سے گزرتے ہوئے کچھ سائیکل سوار انھیں گندے فقرے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کستے گزر گئے۔ شوہر تھرتھرا گیا۔ وہ بہ ظاہر یہ دکھاتا رہا کہ نارمل ہے مگر بیوی نے محسوس کیا کہ وہ گندے فقرے اسے اچھے نہیں لگے! اور سوچا کہ اگر دلیپ ہوتا تو ابھی انھیں سیدھا کر دیتا۔ مگر دلیپ نہیں تھا اور اس کا شوہر دلیپ کی طرح تنومند نہیں تھا۔ دلیپ تو محلے بھر کا دادا تھا مگر اس کا شوہر کہانیاں لکھتا ہے اور کہانیاں لکھنے والا کبھی دادا نہیں بن سکتا رشتے کا بھلے ہی بن جائے۔ جب وہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں تو لوگ انھیں بڑی عجیب نظروں سے گھورتے ہیں۔ دونوں کا جوڑا انھیں شاید جچتا نہیں۔ شوہر بھی کیسا دبا دبا سا مجرم کی طرح اس کی بغل میں سگریٹ پیتا چلتا رہتا ہے شوہر نے کبھی فائیٹ نہ چلائی تھی نہ کبھی مار کھائی۔ وہ تو کہانی کار تھا اس کے ہیرو لڑ سکتے تھے مگر وہ خود نہیں۔ گھر تک پہونچنے کے دو راستے تھے ایک چوڑا ڈامر روڈ جس کے دونوں طرف روشنیوں کے برقی ہنڈے تھے اور جو ہمیشہ جاگتا رہتا تھا۔ دوسرا ایک میدانی راستہ تھا اور بڑکھا بڑ ریلوے کراسنگ والا جہاں ہمیشہ اندھیرا رہتا چاند بھی ادھر کا رخ کبھی کبھار ہی کرتا تھا۔ شوہر کی حالت بہ ظاہر بالکل نارمل تھی۔ بیوی محظوظ ہونے لگی تھی اور اسے یہ شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ ایسے شوہر کے ساتھ وہ محفوظ نہیں ہے۔ سوچنے لگی تھی اگر کوئی اسے لے کر بھاگ جائے تو اس کا شوہر کیا کر سکے گا! وہ سائیکل سوار انھیں دوبارہ چوک میں ملے۔ انھیں دیکھ کر چلانے لگے۔ شوہر نے دانت کٹکٹائے تھے یا شاید مٹھی میں دبے چابیوں کے گچھے کو جھنجھوڑا تھا۔ پتا نہیں کیا۔ مگر بیوی سوچ رہی تھی وہ لوگ آئیں اور اسے اغوا کر کے لے جائیں پھر وہ دیکھے گی کہ شوہر کا ردعمل کیا ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں کیا وہ لڑے گا؟ اس نے شوہر کی طرف دیکھا۔ کتنا عجیب لگے گا ایک چشمے والا آدمی لڑ رہا ہے اور جو چشمہ گر گیا تو؟ قریب سے رکشا خالی گزرا تھا۔ شوہر نے جو پیسے کل کے لیے بچائے تھے انھیں خرچ کر دینا مناسب سوچ کر رکشا میں جا بیٹھا۔ بیوی بھی بیٹھ گئی۔ شوہر سائیکل سواروں کو کنکھیوں سے دیکھنے لگا تھا کہ کہیں وہ لوگ آ تو نہیں رہے ہیں مگر بیوی کو وہ لوگ اگلے موڑ تک برابر نظر آتے رہے۔ وہ پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتی رہی۔ شوہر اسے دوسری باتوں میں لگاتا رہا۔ یہ حرکت بیوی کو بری لگی۔ کاش! کہ اس کا شوہر دلیپ ہوتا یا اس کی طرح ہی ہوتا کم سے کم تو ان بدمعاشوں کو سیدھا کر دیتا۔ مگر شوہر میں دم نہیں ہے ہمت نہیں ہے!

صبح شوہر نے صرف کام کی بات کی اور بیوی نے محسوس کیا کہ وہ نظریں چرا رہا ہے۔ مگر یہ سب کچھ دو دن تک ہی چلا پھر سب معمول پر آ گیا تھا۔ بیوی اور شوہر کی جب کسی بات پر چپقلش

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ہو جاتی تو شوہر اسے اس کی غلطیاں بتا کر بری طرح دباتا۔ بیوی سوچتی کہ وہ اسے رات والے قصّے کو لے کر چڑا سکتی ہے اسے دلیپ کا نام لے کر جلا سکتی ہے۔

ایک رات

"سنو جی۔ مجھے دلیپ دکھا تھا۔"

"کون دلیپ" شوہر چونکا۔ وہ پہلی بار یہ نام سُن رہا تھا۔ بیوی کچھ دیر خاموش پڑی رہی تو شوہر نے پھر پوچھا

"بتایا نہیں کون دلیپ"

بیوی چہکی "ارے تم دلیپ کو نہیں جانتے اتنا مشہور ہے وہ میرے محلّے کا دادا جس نے سرجو پہلوان کو مارا تھا۔"

شوہر کچھ نہ جانتا تھا۔ پھر بھی بات آگے بڑھانے کے لئے پوچھا "تو پھر۔!"

"تو پھر کیا۔ دلیپ کا گھر ہمارے پڑوس میں تھا اس کی بہن میری سہیلی تھی اور اس کے یہاں میرا آنا جانا تھا۔"

"پھر" شوہر نے پوچھا "صرف آنا جانا ہی تھا نا"

بیوی ہنسنے لگی اس کی کہانی میں کتنا سسپنس تھا۔ شوہر کی کہانیاں تو ایک دم سپاٹ اور تجسس سے عاری! اسے یہ سوچ کر مسرت ہوئی وہ پھر ہنسنے لگی۔

"نہیں اور بھی کچھ تھا سوچ لینے دو مجھے" وہ سنبھل گئی۔

"اور کیا تھا" شوہر بستر پر اُٹھ کر بیٹھ گیا اور بیوی کو پل پل گھورنے لگا۔

"اندھیرے میں کیا گھور رہے ہو۔ لائٹ جلا کر گھورو" بیوی پھر ہنسنے لگی۔

شوہر جھلّا گیا۔

"بولو نا۔ کیا الّوؤں کی طرح ہنس رہی ہے۔"

"اس نے مجھے پریم پتر دیا تھا" بیوی نے عقدہ کھولا۔

"مجھے بتایا بھی نہیں تم نے"

"پریم پتر سے کیا ہوتا ہے" بیوی بول

"بہت کچھ ہوتا ہے" شوہر نے کہا

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"ہوتا ہوگا" بیوی بولی "مگر میں نے اسے پھاڑ کر پھینک دیا تھا اور ان کے یہاں آنا جانا بھی کم کر دیا تھا۔"

"کم کر دیا تھا۔ بند نہیں کیا تھا" شوہر نے اسے گھورا "سچی بول رہی ہے۔ اس کے بعد۔"

"اس کے بعد بابوجی بھلائی نگر چلے گئے پھر ہم لوگ بھی چلے گئے۔ پھر چار سال بعد تو تم رشتہ لے کر آ گئے تھے۔" وہ چپ ہو گئی۔ شوہر بھی چپ۔ کوئی کچھ نہ بولا شوہر بستر پر دراز ہو گیا اور چھت کو گھورنے لگا۔

"کیا سوچ رہے ہو" بیوی نے پوچھا

"سوچ رہا ہوں کتنا ڈرپوک تھا۔ کتنا ڈرپوک تھا پریم پتر لکھا۔ کیا وہ سیدھے تم سے مل کر بات نہیں کر سکتا تھا۔ اتنا بڑا دادا تھا محلّے کا۔"

بیوی کو لگا جیسے شوہر اس کی کھلّی اڑا رہا ہو۔

وہ جل کر بولی "وہ ڈرپوک نہیں تھا" اور شوہر کی طرف ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو ڈرپوک تو تم ہو۔ "اس نے سرجو پہلوان کو مارا تھا وہ تم سے زیادہ جسیم تھا وہ ڈرپوک نہیں تھا۔"

بیوی نے چاہا کہ شوہر اور کوئی سوال کرے مگر وہ چپ رہا۔

تھوڑی دیر بعد جب بیوی بستر پر آ کر لیٹی تو شوہر نے پوچھا

"دلیپ دکھا تو اسے آواز دے کر بلایا نہیں اسے گھر لائی ہوتیں۔ مجھ سے ملایا ہوتا!

شوہر شام کو گھر لوٹا تو بڑا خوش تھا۔ بیوی کو پھر وہی چکر یاد آیا۔ اس نے بڑی مسکین صورت بنائی۔ شوہر نے خیریت پوچھی تو بولی

"وہ رات جو سائیکل سوار ملے تھے آج اپنے گھر کے آس پاس گھوم رہے تھے۔ میں نے پہچان لیا وہی تھے پھر جب سبزی لینے نکلی تو میرا پیچھا کیا۔" وہ ٹھنکنے لگی،

شوہر نے منایا

"سبزی گنیش کے ہاتھ منگوا لیتیں۔"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"وہ گھومنے گیا تھا" بیوی نے عذر پیش کیا۔

"خیر۔ مگر انھوں نے کچھ کہا تو نہیں۔"

"کہا بھی ہو تو تم کیا کر لوگے ان کا۔ وہ تم سے زیادہ ہٹے کٹے ہیں۔"

شوہر نے بات ٹالی "محلہ بہت خراب ہو گیا ہے۔ خیر اب کے نظر آئے تو سالوں کو پولیس میں دے دوں گا وہ اپنا دوست چوبے تھانیدار بن کر آ گیا ہے، اب کوئی ڈر نہیں، تم جانتی ہو؟

بیوی نے نفی میں گردن ہلائی

"اپنا دوست ہے اچھا اب تم اپنا موڈ سدھارو اور جلدی سے گرم گرم چائے بنا لاؤ۔ بولڈ بنو پرمیل یہ سب تو چلتا ہی رہتا ہے؟

بیوی کی ضد پھر کام آئی۔ سیکنڈ شو پھر بارہ بجے چھوٹا

"آج پیدل ہی چلیں گے ٹہلتے ہوئے میں کب سے نہیں ٹہلی۔" وہ اترا کر بولی

چاندنی رات تھی شوہر کو میدانی راستے سے چلنے پر مجبور کیا۔ شوہر نے سمجھایا

"دیکھو پرمیل تم ساتھ ہو بے کار میں رسک کیوں لینا ادھر سے جا کر۔"

بیوی بولی "تم اتنا کیوں ڈرتے ہو۔ مجھے دیکھو میں تو نہیں ڈرتی۔"

"ہمیں محتاط رہنا چاہیئے۔"

بیوی بولی "کوئی کیا کر لے گا۔ تم تو ایسے ڈر رہے ہو جیسے مجھے بھگا کر لائے ہو؟"

ریلوے کراسنگ کے بعد جلے ہوئے کوئلے کی راکھ کے ڈھیر تھے۔ بیوی دھیرے دھیرے چل رہی تھی۔ شوہر تیز تیز چل کر جلد از جلد گھر پہنچ جانا چاہتا تھا۔ وہ اپنے کو غیر محفوظ سمجھ رہا تھا۔ اس نے کئی بار بیوی سے کہا کہ وہ جلدی چلے مگر وہ ذرا دیر کے لئے تیزی دکھاتی اور پھر دھیمی چال سے چلنے لگتی تھی کہ ٹیلے کے پیچھے سے ایک ذرا لڑکھڑاتے کوئی نکلا۔ شوہر نے دھیان نہیں دیا۔ مگر وہ ایک ہیولا سا ان کے قریب آیا۔ شراب کا بھبکا اڑا۔ شوہر تن بدن سے کانپ گیا۔ شوہر نے شرابی کو دھکا دیا۔ اس نے گالی دی۔ شوہر نے موقع دیکھا اور پھر ایک زوردار دھکا دیا۔ وہ لڑکھڑایا، گرا۔ پیچھے ڈھلان تھی جو دور تک نیچے گندے نالے میں اترتی چلی گئی تھی۔ شرابی سنبھل نہ سکا۔ گیند کی طرح لڑھکتا وہ نالے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کی تاریکیوں میں غائب ہوتا گیا اور بس پھر شوہر کا ہاتھ بیوی نے پکڑا اور اتنی تیزی سے دوڑنے لگی کہ شوہر کو لگا وہ پیچھے چھوٹ رہا ہے!

شوہر لحاف کھینچتا ہوا لیٹ گیا۔ بغل میں چپ سا وہ بیوی تھی۔

"وہ مرا نہیں ہوگا شدید طور پر زخمی ضرور ہو گیا ہوگا کیوں کہ نالا بہت گہرا ہے"

بیوی چونکی

"تم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہو؟"

ہاں ــــــ "شاید لڑھکتے ہوئے نالے کی جگت پر اٹک گیا ہو"

"....."

شوہر باتوں کے موڈ میں تھا

"کیا دلیپ پھر کبھی دکھائی دیا"

بیوی نے چونک کر شوہر کی طرف دیکھا

"آج دلیپ کی یاد کیسے آگئی"

شوہر نے پوچھا ــ

"کیا تم اس سے شادی کرنا چاہتی تھیں!"

بیوی چپ رہی شوہر بولا

"دلیپ رہتا تو قتل کر دیتا شرابی کو ہے نا"

بیوی پھر بھی چپ۔

"شاید اسے زخمی کرنا ہی ٹھیک تھا" شوہر دھیرے دھیرے بولا۔

پھر خاموشی۔

تھوڑی دیر بعد بیوی بولی

"قتل کی سزا عمر قید ہوتی ہے نا جی؟"

"ہاں۔ مگر میں نے اسے قتل کہاں کیا۔ مجھے نہیں ہوگی۔" شوہر مسکرایا

پھر اس نے چٹکی لی

"دلیپ رہتا تو اس کو ہو جاتی ہے نا!"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

بیوی نے ادا سے کہا

"اب چپ چاپ سو جائیے، ہٹئیے پانو ..... سونے دیجیے" اور لات برابر کرنے لگی۔ ●●

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

ایک تھی پنکی، ایک تھی سویٹی

دوسرے دن پنکی واپس آئی جیسے میلوں چل کر آئی ہو۔ منوں بوجھ ڈھو کر آئی ہو۔ ماں کا دل ٹیوٹے میں آکر دھڑکنے لگا۔

سویٹی نے کہا۔

"وہ پھر آئیں گے"

ماں بولی "ہم کچھ دنوں کے لیے پونا چلے جائیں گے تم دونوں سب بھول جاؤ۔"

سویٹی نے کہا۔

"کیا ہم لوگ ان سے بھاگتے پھریں گے۔"

ماں نے ڈانٹا "چپ رہو ایک بات بھی میں اس تعلق سے سننا نہیں چاہتی۔"

— مگر کیسے چپ رہتے — وہ منظر بار بار Repeat ہو رہا تھا .....

وہ تین خوف ناک چہروں والے لوگ بیچ کمرے میں آن دھمکے اور آتے ہی پستول نکال لیے۔ گھر میں پنکی۔ چھوٹی بہن سویٹی اور ماں۔ پتاجی ٹور پر۔ نوکرانی سویٹی کو ایک کپ اوولٹین کا دے کر مالی سے ملنے بنگلے کے پچھواڑے جانے کی جلدی میں۔ جب وہ چلی گئی تو پستول لے کر وہ لوگ آگئے۔ پنکی باتھ روم میں تھی، ماں کچن میں اور سویٹی دیوان پر اوندھی لیٹی تھی — کوئی میگزین دیکھتی ہوگی۔ پانو اٹھاتی، تلوے پیٹھ کو بتاتی۔ پھر دیوان پر رکھ دیتی۔ آن کی آن میں ایک نے ماں کو کرسی سے باندھ دیا اور منہ میں کپڑا ٹھونس دیا۔ پھر وہ لوگ سویٹی کی طرف بڑھے۔ چیخ تھی جو اس کے

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

سانولے بدن کی محل سراؤں میں گونج رہی تھی مگر آواز میں نہ بدل سکتی تھی۔ اور پنکی باتھ روم میں شاور کھولے نہا رہی تھی ــــ وہ سویٹی کی طرف بڑھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انھوں نے سُنی باتھ روم کا دروازہ کھلنے کی آواز اور دیکھا کہ پنکی نے باہر قدم رکھا اور بیچ والے کمرے میں آئی تو جیسے منظر فرج ہو گیا۔ وہ بڑی مشکل سے تولیہ سنبھال سکی۔ وہ شخص جو سویٹی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ رک گیا۔ پنکی کو نہارا۔ سویٹی اور پنکی کا موازنہ کیا۔ کھال اور بالوں سے گوشت کا اندازہ لیا اور سویٹی کو چھوڑ پنکی کو اٹھالے گیا۔ ناک ناسک میں رہتے تھے وہاں نہیں کٹی کہ تاریخ گواہ ہے تو بھلا یہاں کیوں کٹے ؟

سویٹی نے کہا۔

تھانے میں رپورٹ لکھواتے تو انہیں موت کی سزا ہو جاتی۔"

ماں نے چڑ کر کہا۔ " تم سے کہا نا۔ جاؤ جا کر اسٹیڈی کرو۔ کل پرچا ہے نا کہ فیل ہونا ہے اس سال بھی۔"

کسی اور موقع پر بولتے ہوئے پاپا " سزا موت کی ہو یا نہ ہو۔ مگر سزا دلائے گا کون ؟ وہی ڈاکٹر، وہی پولس، وہی وکیل، اسی طرح جرح اسی طرح گواہ کو توڑنا..."

" سب کچھ بھول جاؤ۔ کسی سے کچھ نہ کہنا۔ قسم کھاؤ" ماں نے ڈانٹا

پنکی بھولنا چاہتی تھی مگر بھول نہ پاتی تھی ــــ وہ ٹائیگر کا مکھوٹا اتار کر گیدڑ بننا۔ واٹ سکسٹی ناٹن کی بوتل کا کھلنا اور پانچ سو پچپن کے دھوئیں کا پھیلنا۔ بندر سیار لومڑے اور لکڑ بگھوں کا خوشی میں چلانا " آج ہم جشن منائیں گے تمہارے لاشعور میں ہے کہ کوئی تمہیں ریپ کرے اس لیے میں کر رہا ہوں۔ مگر یہ بھی تو ہے کہ بنا استری کی مرضی کے سمبھوگ ہو نہیں سکتا۔ اس لیے میں بالاتکار کروں گا۔ زور زبردستی کے دوسرے یا تیسرے دور میں لڑکی رام ہو جائے گی اور ہمارے لئے پلنگ بن جائے گی ..."

" پلنگ فارسی میں چیتے کو کہتے ہیں " چیتے نے اپنی علمیت جھاڑی۔

" چپ نامعقول "

" مجھے چھوڑ دو۔ خدا کے لیے۔ فار گاڈ سیک"

" چپ رہو۔ تیری جیسی لڑکیوں کو میں اچھی طرح جانتا ہوں جو بالاتکار کے سمے دم سادھے پڑی رہتی ہیں اور بعد میں اودھم مچاتی ہیں بدنامی کے ڈر سے۔ لیکن تم نہ پہلے اودھم مچاؤ گی

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اور نہ بعد میں۔ کیوں اودھم سنگھ ؟"

"جی صاحب"

— پنکی بھولنا چاہتی تھی مگر بھول نہ پاتی تھی۔ لکڑ بگھوں کا دانت پیوں ہنسنا اور ہرنوں کا مخالفت کے لئے اونکنا۔ اونک اونک۔ دھانک دھانک —

رات —

سوئیٹی نے سوچا: وہ لے جانا چاہتے تھے مجھے مگر لے گئے پنکی کو۔ کیوں؟ پنکی کروٹ بدلے سو رہی تھی مگر سوئیٹی کی آنکھوں میں نیند کہاں!

وہ لے جانا چاہتے تھے مجھے مگر لے گئے پنکی کو۔ کیوں؟ سوئیٹی نے پنکی کی پشت پر ہاتھ دھرا تو پنکی نے کروٹ بدل کر پوچھا —

"سوئی نہیں ابھی تک"

"نیند نہیں آ رہی"

— پنکی بھانپ گئی۔ "ہم جلد ہی پونا چلے جائیں گے تو ڈر مت۔"

سوئیٹی بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ "میں ڈر نہیں رہی ہوں اور میں ڈر کر پونا بھی نہیں جاؤں گی۔"

پنکی نے سوئیٹی کے سر پہ ہاتھ پھیرا تو اس نے ہاتھ جھٹک دیا "سو جاؤ تم، وہ لوگ پھر آئیں گے پونا کیا اور یہاں کیا!"

پنکی نے سوچا۔ سوئیٹی ڈر گئی ہے اور الول جلول بک رہی ہے "سو جاؤ اچھے بچوں کی طرح کہانی سناؤں!"

سوئیٹی تلملائی۔ "میں بچی نہیں۔ تم کیوں آئی تھیں سامنے۔ وہ لوگ مجھے لے جانا چاہتے تھے تم ہر بات میں میرے آڑے آتی ہو، ہر بات میں۔"

— پنکی سمجھ نہ پائی۔ "تمہیں بچانے کے لیے میں نے اپنا سب کچھ لٹا دیا اور تم مجھ سے جھگڑ رہی ہو۔"

"لٹانے کے لیے ہی تو تھا۔ آج یا کل لٹانا تو پڑتا ہی۔ سہیج کر رکھتی تو کیا انعام ملتا؟"

پنکی دنگ رہ گئی۔ واقعی سوئیٹی بچی نہیں رہی۔

"تو کیا تم مجھ سے جھگڑنا چاہتی ہو"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"ہاں ہاں! جھگڑوں گی میں تم سے۔ ایک بار نہیں سو بار۔ تم مجھ سے جلتی ہو۔"

"میں تم سے جلتی ہوں یا تم مجھ سے۔ سو جاؤ صبح جھگڑ لینا۔"

"نہیں ــــ" سوئیٹی چلّائی۔

"چلّاؤ مت ماں جاگ جائے گی۔"

"تم نے مجھے بچّی کیوں کہا؟"

"اچھا بابا معاف کر دو ــــ" پنکی کا لہجہ کچھ ایسا تھا کہ سوئیٹی غصّے سے لال پھٹک ہو گئی۔

"مت سوچنا کہ تم نے مجھے بچایا ہے۔ اس بھرم میں مت رہنا تم۔"

پنکی نے آنکھیں پھاڑ کر سوئیٹی کی طرف دیکھا۔ سوئیٹی بولی "تم نے مجھے بچایا نہیں۔ اپنے آپ کو پیش کیا ہے!" ●●

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

گھروندہ

وہ بوڑھا، بیس سال کی عمر میں ایک پرائیویٹ کمپنی میں کلرک بنا۔ انکریمینٹ ملتے گئے پروموشن ہوا۔ چار پانچ سال میں اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ کی پوسٹ ملی اور پچپنویں سال وہ رٹائرڈ ہوگیا۔ سرد گرم تجربات، اتار چڑھاو، خوشی اور غم کے ملے جلے لمحات سے گزرتے ہوئے کب سفید بڑھاپا آگیا پتا بھی نہ چلا۔ شادی جلد ہوجانے سے وہ جلد باپ بھی بن گیا۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ رٹائرڈ ہونے سے پہلے ہی لڑکا ایک فارماسیوٹی کل کمپنی میں کیمیکل انجنیر ہوگیا۔ لڑکی کالج میں پڑھ رہی تھی۔ یعنی رٹائرڈ ہونے تک سب سیٹل ہوگیا تھا۔

اب اسے اکیلے کمرے میں بند کر دیا گیا تھا۔ سارا انتظام اندر ہی تھا۔ باتھ روم، پاخانہ کتابوں کا شیلف، ٹی وی، جنرل دوائیاں ایک دو مذہبی کتابیں، تسبیح، باہر کی طرف گیلری۔ روز ایک نوکرانی آتی اور کمرے کی صاف صفائی کرکے چلی جاتی تھی۔ مگر وہ دیواروں سے باتیں کرتے ہوئے بہت جلد بور ہوگیا۔ کہاں تو عمر کاٹنی تھی اور کہاں کچھ ہی دنوں میں اکتا گیا۔ بیوی زندگی بھر اس پر حاوی رہی "بہت ہوگیا، بہت محنت کی آپ نے۔ سب کچھ سیٹل کر دیا، اب آرام کیجیے۔"

مگر اسے لگا وہ ایسی بند فائل ہے جو دھول کھاتی رکارڈ روم میں پڑی ہے۔ کمرے کی دھول تو نوکرانی جھاڑ لیتی ہے مگر اس کی دھول! وہ دھول جو تہہ در تہہ اس کے بڑھاپے پر جمتی جارہی ہے — یا پھر وہ گلّی ڈنڈے کا وہ کھیل ہے جس میں گلّی جہاں پڑی وہاں سڑی ہوجاتی ہے۔ اسے لگتا کہ اس کے پاس زندگی بھر کا سرمایہ کچھ تجربات اور مشاہدات ایسے ہیں جسے سننے اور کرنے سے کسی کا بھی بھلا ہوگا۔ زندگی کی اچھی بری ساعتیں، جیسی زندگی اس نے گذاری جن کامیابیوں سے وہ ہم کنار ہوا۔ جیسے خوشیوں بھرے لمحے اس نے بتائے۔ وہ چاہتا کوئی آئے اور سنے کہ اس نے کیا کیا؟ کیسے کرنا چاہیے تھا؟ کیسے ہونا چاہیئے تھا؟ وہ ورق ورق سنانا چاہتا تھا مگر سننے والا کوئی نہ تھا۔ یہی اس کی ٹریجیڈی وہ چاہتا لوگ آئیں اس سے ملیں، مشورہ کریں مگر شاید

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

کسی کو بھی فرصت نہ تھی۔

وہ جیسے نیند سے جاگا۔ پتا نہیں دوپہر تھی یا صبح۔ مگر سورج بہت زیادہ روشن لگ رہا تھا۔ گیلری میں آیا تو باہر سارا منظر بدل چکا تھا۔ عمارتیں اور بھی اونچی ہو گئی تھیں۔ بھیڑ بڑھ گئی تھی۔ آسمان اور زمین سب بدلے بدلے سے تھے۔ وہ زینے سے نیچے اترا۔ سیدھے ہال میں آیا وہاں سب لوگ جمع تھے، اس کی بیوی، بہو، لڑکا، لڑکی سب ٹی وی دیکھ رہے تھے۔ اس نے بات کرنی چاہی۔ مگر وہ اس کا مُدّعا نہیں سمجھے۔ وہ باہر نکلا اور سڑک پر آ گیا۔ سڑک پر آ کر وہ آئیس کریم کی طرح پگھلتا رہا۔

پہلے جب وہ نیچے والے کمرے میں رہتا تھا اور ابھی لڑکے کی شادی بھی نہ ہوئی تھی تب لڑکا اور لڑکی دونوں صبح شام اس کے پاس آتے تھے۔ ادب سے بیٹھتے تھے۔ اس کی باتیں سنتے تھے۔ اپنی باتیں کہتے تھے۔ کچن میں کیا چل رہا ہے۔ کیا پکوٹا کیا گرا سب پتا چل جاتا تھا۔ بہت دنوں تک وہ سنتے رہے۔ پھر بہت دنوں تک وہ جماہیاں لیتے رہے۔ پھر بہت دنوں تک وہ کنّی کاٹتے رہے۔ پھر ایسا وقت آیا کہ اس کے پاس نہ لڑکا آتا تھا نہ لڑکی۔ وہ خود ان کے کمرے میں جانے لگا اور لڑکا لڑکی دونوں کمروں سے باہر اِدھر اُدھر کترانے لگے۔

ایک دن لڑکے نے کہہ دیا۔

"پپّا آپ تو پرانی باتیں سنا سنا کر ہمارے دوستوں کو بور کر دیتے ہیں۔"

"پر میں ان کے کلیان کے لیے کہتا ہوں بیٹا۔"

"یہ کلیان آپ اپنے تک ہی رکھئے نا، وہ کہتے ہیں تیرا بڈھا خوب بور کرتا ہے، ہم لوگ تیرے گھر نہیں آئیں گے۔"

لڑکی کہنے لگی "میرے کلاس کی لڑکیاں کہتی ہیں تو رائٹر بنے گی۔ تیرے پپّا تو تجربات کا بھنڈار ہیں۔"

بوڑھے نے کہا "اگر ایسا ہوا تو بہت اچھا ہو گا۔"

"کیا اچھا ہو گا؟"

"یہی کہ تو رائٹر بنے۔"

"نہیں مجھے نہیں بننا ہے رائٹر..... میرا کالج میں رہنا مشکل ہو گیا ہے۔"

وہ رونی صورت بنا گئی۔ تب بوڑھے نے اس کی پیٹھ پر پیار سے جو ہاتھ پھیرا تو وہ دَنادَن

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

پیر پٹکتی باہر چلی گئی اور فضا کا نوالہ بن گئی ـــــ اس کے بعد بیوی کی جانب سے کچھ احکامات صادر ہوئے ان میں ایک یہ بھی تھا " آپ آرام سے کمرے میں بیٹھئے۔ کیوں بچوں میں اپنی ہنسی کراتے ہیں۔"

اس نے کہیں پڑھا تھا کہ پامفریٹ مچھلی کا سر کھانے سے دماغ تر و تازہ رہتا ہے۔ وہ پامفریٹ مچھلی کا سر ہمیشہ اپنی بیوی کو کھلاتا تھا۔ جب عرصہ گزر گیا اور پتا چلا کہ وہ غلطی پر ہے کیوں کہ بیوی الٹے اس کا سر کھانے لگی تھی۔ اس لیے پھر اس نے سوچا کہ بیوی کو پامفریٹ کی دم کھلائی جائے تاکہ آنے والے دنوں میں کم سے کم وہ اس کے لیے اپنی دم تو ہلائے!

مگر ایسا کچھ نہ ہوا۔ الٹا بیوی اسے دبانے لگی اور بوڑھے کو اس نے مٹھی میں کر لیا۔

ایک دن بک شیلف میں کوئی کتاب ڈھونڈتے، دیکھتے اسے ایک کتاب ہاتھ لگی۔ کتاب پرانی تھی۔ دھول جھاڑی اور چشمہ لگا کر نام پڑھا لکھا تھا " سپٹمبر سیکس" اس نے سوچا۔ چلو اسے ہی پڑھ ڈالیں آج، کبھی پڑھی ہوگی، مگر دوبارہ پڑھنے میں اور پھر اس بوڑھی فرصت میں کچھ اور ہی مزا آئے گا۔ اس نے کتاب پڑھنی شروع کی۔

ساٹھ سال کے بعد بھی آدمی یا عورت انٹرکورس میں بے کام نہیں ہوتے بلکہ یہ تندرستی کے لیے فائدے مند ہوتا ہے۔ بوڑھے نے سوچا بیوی سے یہ سب کہنا چاہیے۔ اُسے کتاب پڑھ کر سنانی چاہیے مگر بس سوچ کر رہ گیا۔ کیسے کہے بیوی سے؟ سُنے گی وہ کہیں زیادہ کڑے احکامات صادر نہ کر دے کتاب میں ہارمونس کے انجیکشن لگانے کو بھی کہا تھا۔ وہ گھومنے گیا تو ایک پہچان والے ڈاکٹر سے مل کر مشورہ بھی کیا۔ پھر کتاب پڑھی۔ پھر یہی خیال کہ بیوی سے کیسے کہے؟ اس نے تو کہا تھا مالا جپنے کو اور یہاں سپٹمبر سیکس! ـ اب تو خون بھی سرد ہو گیا اپنا۔ مگر نہیں! خون پورا سرد تو نہیں ہوا ہے۔ کہیں نہ کہیں جگنو چمک جاتے ہیں۔ بیوی سے کہوں گا تو شاید بیر بہوٹی پانو کھولے گی!

سمندر کنارے گھومنے گیا۔ ایک بچی گھروندہ بنا رہی تھی۔ وہ بڑے شوق سے اسے دیکھنے لگا۔ کچھ دیر بعد بچی نے گھروندہ توڑ دیا۔ اس نے پوچھا " کیوں؟" بچی بولی " ٹھیک نہیں تھا" ـــ پھر دوسرا گھروندہ بنانے لگی ـ وہ وہیں بیٹھا رہا۔ دوسرا گھروندہ جب مکمل ہو گیا تو بچی نے پھر توڑ دیا۔ بوڑھا بولا " کیوں؟" " بہت اچھا بن گیا تھا " بچی نے کہا ـــ وہ بہت محظوظ ہوا ـ وہ گنگناتا وہاں سے چلا اور ایک لمبا چکر کاٹ کر گھر لوٹا۔

جب وہ گھر آیا تو لان میں اسے لڑکا نظر آیا۔ اس کے ساتھ ایک خوبصورت سی لڑکی بھی تھی

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

اس نے سوچا لڑکے کی دوست ہوگی اور خیال گزرا کہ اب لڑکے کی شادی ہو جانی چاہیے ۔! لڑکے نے بوڑھے کی طرف دیکھا۔ مسکرایا تب بوڑھا بھی مسکرا دیا۔ اور اشارے سے پوچھا کہ یہ لڑکی کون ہے تب لڑکا قریب آیا ساتھ لڑکی بھی تھی۔

"یہ ریکھا ہے" اور لڑکی سے کہا "ریکھا یہ میرے پپا"

لڑکی نے ہاتھ جوڑے۔

بوڑھے نے آشیرواد دیا۔ "واہ یعنی تیری فیانسی"

"ہاں پپا جون میں شادی کروں گا۔ ماں کو معلوم ہے"

"ٹھیک ہے اب تم شادی کرو گے ۔ ٹھیک ہے"

بوڑھا ریکھا سے بولا "ریکھا تو اب شادی کرے گی تو تجھے رتی شاستر کا گیان تجربہ کچھ ہے کہ نہیں"

ریکھا شرم سے لال پیلی۔ لڑکا آگ بگولہ "اسٹاپ اِٹ پپا۔ اسٹاپ اِٹ"

لڑکا لڑکی کا ہاتھ کھینچتا دندناتا باہر نکل گیا ــــ وہ پکارتا ہی رہ گیا،

"ارے بیٹا ــــ میرا مقصد.....!"

رات کو لڑکا آیا۔ خوب باتیں سنائیں۔ وہ چپ ہو گیا۔ اسے ڈر لگا۔ آج کل کے لڑکوں کا کیا بھروسا۔ باپ پر ہاتھ چلا دیں۔ اپنی غلطی محسوس ہوئی۔ اس لڑکی کو کتنا ایمبریسڈ لگا ہوگا۔ لیکن بوڑھا چپ رہا۔ غلطی قبول نہ کی۔ کیوں کرے قبول؟ کون ہے وہ؟ میرا ہی لڑکا نا!

شام کو سیر کر کے لوٹ رہا تھا اس نے دیکھا ایک بوڑھا دوڑ رہا ہے جیسے نوجوانوں کے پیچھے لگا ہو۔ وہ ہنسا۔ ہوتے ہیں کچھ بوڑھے ایسے بھی! مگر میں نہیں ــــ میں تو انہیں آگے کے لیے تیار کرنا چاہتا ہوں تاکہ انہیں زندگی کی دوڑ میں پیچھے نہ دیکھنا پڑے۔ اور پھر کیا تجربات کبھی پرانے پڑتے ہیں۔

مگر کون سمجھائے آج کل کے لڑکوں کو؟

گھر لوٹتے ہوئے اسے چوبے ملا۔ وہ اس کا پرانا دوست تھا۔ بولنے میں چوکھا، بدن سے بھی مضبوط۔

پھر چوبے کا اپنی بیوی پر دباؤ بھی خوب! آواز دی کہ بیوی حاضر!

"کیا ــ کیا چل رہا ہے آج کل" چوبے نے پوچھا

"اب کیا۔ ریٹائرڈ۔ آرام" بوڑھا بولا۔ "ٹائم پاس ہوتا ہے تیرا؟"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

چوبے بولا "کیوں نہ پاس ہو۔ بیوی بچے ہیں۔ خوب اچھی طرح پاس ہوتا ہے۔ تیرا؟"

"میرا کیا؟ وقت پاس ہی نہیں ہوتا۔ بور ہوتا ہوں۔ کوئی کام ہی نہیں۔ کوئی بات بھی سنتا نہیں کوئی پوچھتا نہیں۔ اپنے دوست سب ایک ایک کر کے مر رہے ہیں۔"

"ہاں وہ تو ہے۔ مریں گے اپن بھی ایسے ہی"

بوڑھے نے سگریٹ جلائی

چوبے تمباکو کھانے لگا "ڈاکٹر کہہ رہا تھا اس عمر میں ٹھیک نہیں ہے تمباکو کھانا"

بوڑھا ہنسا "ڈاکٹر کہہ رہا تھا یا لڑکا؟"

"ایک ہی بات ہے۔ لڑکا بھی کہتا ہے یہی بات"

کچھ دیر بعد چوبے نے پوچھا "کیا رے، بیوی کے پاس سوتا ہے کہ نہیں اب۔"

"نہیں ــــ" بوڑھے نے انکار میں سر ہلایا۔

"سویا کر۔ اتنی ہی تفریح اور اب رہا بھی کیا۔ یعنی عادت رکھنی چاہیئے۔ اچھا لگتا ہے۔ جوانی کا احساس بنا رہتا ہے۔ اپن تو اب بھی سوتے ہیں۔ پندرہ بیس دنوں میں ایک بار۔"

بوڑھے نے سوچا۔ چوبے کی تندرستی بھی بھلی۔ بیوی بھی سننے والی۔ اپنا کیا۔ ایک تو دھان پان جسم۔ اوپر سے خود کا خود پر بھروسا نہیں۔ صرف سو کر کیا؟ چوبے بھی کیا آدمی ہے۔ باقی چوبے کی مزا ہے ــــ اپنا کیا، ذرا کچھ بات کرو تو بیوی ایل پی کی طرح بولتی ہے اور ہر ماسٹر ہو کر بھی زبان نکالے سننا پڑتا ہے!

..... آخر ایک پلان فائنل کیا ــــ نیچے داہنے کمرے میں بیوی سوتی ہے۔ اس کے کمرے کا دروازہ بند نہیں ہوتا، بھڑا ہوا رہتا ہے۔ باقی سب اپنے اپنے بیڈ روم میں سوتے ہیں۔ لڑکے نے شادی کر لی ہے۔ وہ جلد ہی اپنے بیڈ روم میں چلا جاتا ہے اور لڑکی کنواری اس کی نیند میٹھی ہوتی ہے۔ میں جاؤں گا۔ دھیرے سے دروازہ دھکیلوں گا۔ اسے ایک ذرا ہاتھ لگایا تو اٹھ بیٹھے گی، پوچھے گی کیا کام ہے۔ تب آہستہ سے سپٹمبر سیکس کے بارے میں بتاؤں گا۔ مگر مجھ سے بولا جائے گا یہ سب! ہمت! ہاں ہمت کہاں سے آئے گی! یہاں تو دھان پان جسم خود کا خود پر بھروسا نہیں! وہسکی کا ایک آدھ پیگ کیسا رہے گا۔ ایک آدھ پیگ۔ زیادہ نہیں۔ ورنہ سب گڑ گوبر ہو جائے گا!

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

بوڑھا نیچے اترا۔ آہستہ سے دروازہ کھولا۔ کمرے میں داخل ہوا۔ مدھم اجالے میں بیوی پلنگ پر سوئی تھی، نہیں لیٹی تھی۔ دروازہ ذرا چرمرایا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

بوڑھا مسکرایا۔ بیوی اسے گھورنے لگی۔

"کیوں ۔ کیا کام ہے؟"

"بوڑھا آگے بڑھا ۔ بیوی بوڑھے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے گھورے جا رہی تھی

"اوپر جاؤ ۔ اوپر جاؤ"

۔ بیوی کا ہاتھ اوپر کی طرف۔

بوڑھے نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھی اور آگے بڑھا۔

بیوی چیخی ۔ بوڑھا سرگوشیوں میں بولنے کی کوشش کرنے لگا۔

"پرائیویٹ بات ہے تو چلاؤ مت"

"نہیں، جو کام ہے صبح کہنا۔ ابھی جاؤ"

۔ مگر یک لخت بوڑھے نے اسے اپنی باہنوں میں بھر لیا۔ یہ حالت بیوی کے لیے غیر متوقع تھی وہ رونے لگی۔ تیز آواز میں رونے لگی۔

بوڑھے نے کہا" ذرا ۱۹۴۰ء کا زمانہ یاد کرو۔"

اور بوڑھے نے اس کی کمر پکڑ لی۔

پیچھے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ لڑکا تھا!

"کیا ہے۔ کیا ہو رہا ہے"

"پرکاش۔ یہ ہم میاں بیوی کا معاملہ ہے تو جا"

"او مائے گاڈ"

بیوی نے اب رونا بند کر دیا تھا اور بوڑھے کے چنگل سے اپنے آپ کو چھڑانے لگی تھی۔

"اُف دارو کی بھی بو آ رہی ہے" لڑکا بولا۔ لڑکے کے پیچھے بیٹی اور بہو بھی آ گئے۔ تب کہیں بوڑھے نے بیوی کی کمر چھوڑی اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"پاپا، آپ اتنی رات کو، اس عمر میں۔ آپ کو شرم آنی چاہیئے۔ ماں کی طبیعت کا تو خیال کرنا تھا۔"

"ارے میں کچھ معلومات دینے آیا تھا اور بحث کرنے۔"

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

"کیسی معلومات اتنی رات گئے۔ چلو جاؤ۔ اوپر جاؤ۔ کل بات کرنا"

بوڑھا ڈر گیا۔ آج کل کے لڑکوں کا کیا بھروسا۔ باپ پر ہاتھ چلا دیں۔ اپنی غلطی محسوس ہوئی۔ سب کے سامنے کتنا شرمندہ ہونا پڑا۔ مگر بوڑھا چپ رہا۔ غلطی قبول نہ کی۔ کیوں کرے قبول؟ کون ہے وہ؟ آخر میری بیوی نا؟ یہ سب میرے بچے نا؟ ان سب کے لیے میں نے اتنا کیا؟

دوسرے دن ــــ

بوڑھا سڑک پر چلتا رہا۔ وہ چوبے سے ملنا چاہتا تھا۔ دور کہیں بھاگ جانا چاہتا تھا۔ وہ بس اسٹاپ پر کھڑا ہو گیا۔ اسے لگا وہ آئس کریم کی طرح دھیرے دھیرے پگھل رہا ہے۔ رات والا واقعہ وہ پھر سے جینے لگا۔ اب نہیں جاؤں گا اس گھر میں ــــ نہیں چاہیے وہ لوگ! بھلے ہی اپنا خون ہوں کیا سمجھتے ہیں خود کو ــــ میں کون ہوں؟ ان کا باپ نا؟ تو باپ کے ساتھ ایسا سلوک! چھی چھی نہیں میں چوبے سے ملوں گا۔ میں چوبے کے پاس جاؤں گا۔ پرا پر ٹائم پر پرا پر پلیس پر سب سیٹل کر کے دیا۔ کیا ملا؟

اسے لگا کوئی قریب کھڑا ہے اور آواز دے رہا ہے۔

"پپا پپا۔ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟"

"ہوں! پرکاش!" بوڑھے نے پہچان لیا "میں ذرا چوبے کے گھر جا رہا ہوں۔"

"چوبے کے گھر۔ ٹھیک ہے۔ مگر یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟"

"بس سے جاؤں گا"

"مگر پپا یہاں کوئی بس نہیں رکے گی۔ یہ بس اسٹاپ کینسل ہو گیا ہے۔"

"کینسل ہو گیا۔ مگر کب؟" بوڑھے نے تعجب سے پوچھا

"یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم۔ مگر دیکھئے لکھا ہے ــــ کینسلڈ (Cancelled)"

●●

Scanned by CamScanner

www.urduchannel.in

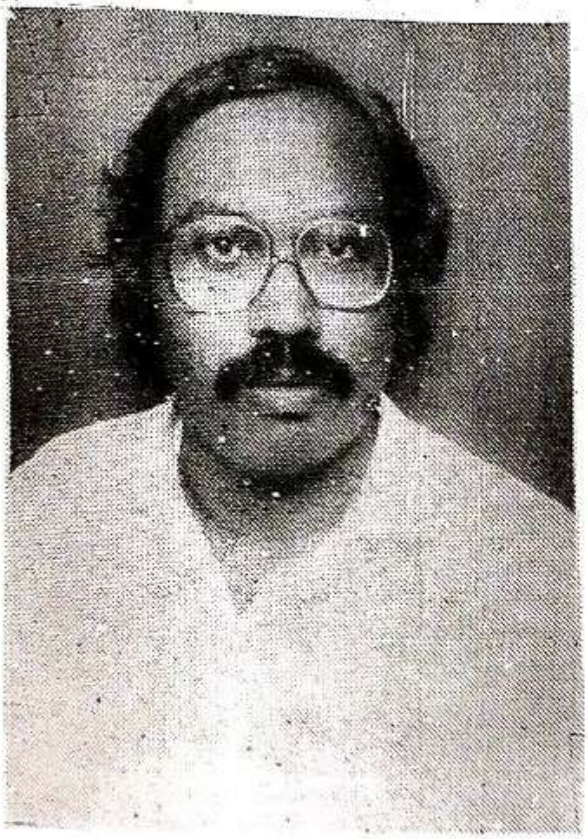

"میرے مزاج اور کردار کی تعمیر ان لوگوں میں سے کسی کے نمونے پر نہیں ہوئی جنہیں میں جانتا ہوں۔ اگر میں ان سے بہتر نہیں ہوں تو کم از کم مختلف ضرور ہوں۔"

اگر مجھے معاصر افسانہ نگاروں میں کوئی روسو کے اس دعوے پر پورا اترتا نظر آتا ہے تو وہ م۔ ناگ ہے۔ اگرچہ اس کی کہانیوں میں بھی ہمارے اردگرد کے جانے پہچانے ماحول، شناسا چہرے اور آشوب آشنا موضوعات کی عکاسی ملتی ہے۔ تاہم م۔ ناگ اپنے جداگانہ اسلوب اور منفرد لب و لہجے کے سبب معاصر افسانہ نگاروں سے الگ پہچانا جاتا ہے۔

اس کے تازہ شگفتہ انداز تحریر میں احساس کی گرمی بھی ہے اور جذبے کی شدّت بھی۔ چٹکتے شوخ فقروں کی تہہ میں دبا دبا سا طنز آتش گل کا سا منظر پیش کرتا ہے۔

سلام بن رزاق

Scanned by CamScanner